سلسلۃ الجدید جلد ۲ نمبر ۱۱ — سلسلۃ القدیم جلد ۵ نمبر ۱۱

ای جہان منتظر خوش باش مژدہ بستان | رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸۸ | آن مسیح و آخر مہدی آخر زمان

محرم ۱۳۲۴ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام ۔ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۰۶ء

چہ گویم با تو گر آئی چہ ہا در قادیان بینی | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ (بمقام المبارک) | دوائے شفا بینی غرض دار الامان بینی


## شرح قیمت اخبار بدر

والیان ریاست و گورنمنٹ [illegible]

معاونین درجہ اول جن کو دو روپیہ پر اخبار جاری کرانے کا حق حاصل ہے } [illegible]

معاونین درجہ دوم جن کو [illegible] پر اخبار جاری کرانے کا حق حاصل ہے } [illegible]

معاونین درجہ سوم یعنی عام قیمت پیشگی [illegible]

تمام قیمت [illegible] صاحب تاریخ اجراء سے ایک ماہ کے اندر اندر قیمت اخبار ادا فرمائیں گے۔ ان سے بحساب [illegible] لیجاوے گی۔ نمونہ کے پرچہ کے واسطے ٹکٹ آنا چاہیے۔ خط وکتابت کے واسطے جوابی کارڈ آنا چاہیے۔ جو اخبار وقت پر نہ پہنچے اسے پندرہ یوم کے اندر اندر طلب کرنا چاہیے بعد میں نہیں مل سکیگا۔ رسید زر اخبار میں چھاپی جائیگی علیحدہ رسید زر نہ دی جاوے گی روپیہ ارسال کرنے کے بعد اگر دو ہفتہ تک رسید نہ چھپے تو [illegible] دریافت کرنا چاہیے۔ مینیجر

[illegible]

## حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم

آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست

آں رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن
جان شد و با جان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ماست
ہر ز و ثابت شود ایمان ماست

از ملائک از خبرہائے معاد
ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد

آنچہ از حضرت احدیت است
منکر آں مستحق لعنت است

معجزات انبیاء [illegible] اندر راست
منکر آں مورد لعن خدا است

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیا است

یکدگر دوری ازاں عالی جناب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

## دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ نہ زبان نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر و یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کیساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیر لیگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

اطلاع۔ اخبار بدر کے متعلق کوئی خط وکتابت یا رسید زر حضرت مسیح موعود کے نام نہیں ہونی چاہیئے۔

وہ الفاظ جن میں حضرت اقدس بیعت لیتے ہیں ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدًا عبدہ و رسولہ۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا۔ اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ (تین بار)۔ رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین


صفحہ ۲ - خدا کی تازہ وحی - ہفتہ قادیان

صفحہ ۳ - زلزلہ والی پیشگوئی کا پورا ہونا پر پیروانی شہادت میں نظم

صفحہ ۴ و ۵ و ۶ - وحدت

صفحہ ۷ - اشاعت اسلام اور ریویو آف ریلیجنز

صفحہ ۸ - ریویو - صفحہ ۹ - تصدیق بالرؤیا ایک غلطی کی اصلاح

صفحہ ۱۰ - ثناء اللہ نے اپنا فیصلہ آپ ہی کر دیا

صفحہ ۱۱ - عام اخبار


# بدر

۲۰ محرم ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۰۶ء

## خدا کی تازہ وحی

۹ - فروری ۱۹۰۶ء - ۱ - "زلزلہ آنے کو ہے ہمارے لئے عید کا دن"

۲ - رب لا ترنی زلزلۃ الساعۃ - رب لا ترنی موت احد منھم -

ترجمہ - اے میرے رب مجھے قیامت کا زلزلہ نہ دکھلا - اے میرے رب ان میں سے کسی کی موت مجھ کو نہ دکھلا -

۳ - "جس سے تو بہت پیار کرتا ہے - میں اس سے بہت پیار کرونگا - اور جس سے تو ناراض ہے - میں اس سے ناراض ہونگا" یعنی تیرا کسی سے محبت کرنا اس کو ایسی آفت سے بچالیگا - تیرا کسی سے ناراض ہونا اس کو ایسی آفت میں مبتلا کرے گا -

۴ - اینما تولوا فثم وجہ اللہ

ترجمہ - جس طرف تیرا منہ ہوگا اسی طرف خدا بھی منہ کریگا یعنی جس سے تجھے محبت ہوگی - خدا بھی اس سے محبت کریگا اور اسے بچالے گا -

۵ - "خدا نے تیری ساری باتیں پوری کر دیں" یعنی خدا تمام کام تیری مراد کے موافق کریگا -

۶ - "و اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک"

ترجمہ - اور وہ تمام عذاب جو مخالفین - منکرین ظالمین [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے خیال کے موافق اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ میری زندگی میں مخالفین کو لمبا نہ کرنے تو بہ کے ان کی زبان درازیوں اور شوخیوں کی کچھ سزا دے گا - کیونکہ انہوں نے تقوی سے کام نہ لیا -

۷ - قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

یعنی کہو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا محض خدا کے لئے ہے - جو رب العالمین ہے - نہ کسی اور کام کے لئے - اور پھر زلزلہ کی طرف اشارہ کرکے یہ الہام ہوا -

۸ - "رب ارنی ایۃ من السماء اکرام مع الانعام"

ترجمہ - اے میرے رب مجھے آسمان سے ایک نشان دکھلا - اس نشان کے ظہور کے وقت خدا ایک عزت دیگا - جس کے ساتھ ایک انعام ہوگا -

نوٹ - مذکورہ بالا الہامات - ۹ - مارچ کے اخبار کے ساتھ بطور ضمیمہ کے بھی شائع ہو چکے ہیں -

۱۱ - مارچ ۱۹۰۶ء } چو دور خسروی آغاز کردند / مسلماں را مسلماں باز کردند

۱۲ - مارچ ۱۹۰۶ء - انی مع الافواج اتیک بغتۃ

ترجمہ - میں اپنی فوجوں کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا -

۲ - ونجعل لک سھولۃ فی کل امر

ترجمہ - اور تا کہ ہر بات میں تیرے واسطے ہم آسانی کر دیں

۳ - ان ربک فعال لما یرید

ترجمہ - تحقیق تیرا رب کرنیوالا ہے جو کچھ چاہے -

۱۳ - مارچ ۱۹۰۶ء - ۱ - "مردوں کو جتنے چاہو ساتھ لے جاؤ - مگر عورتیں نہ جاویں -

۲ - انا اعطینک الکوثر - فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر

ترجمہ - تحقیق ہم نے تجھے کوثر عطا کیا پس نماز پڑھ اپنے رب کے لئے - اور قربانی کر تحقیق تیرا دشمن بے نسل ہے -

۳ - ان احد من المشرکین استجارک فاجرہ

ترجمہ - اگر مشرکین میں سے کوئی تیری پناہ چاہے تو اُسے پناہ دے -

۴ - سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون

ترجمہ - ان کے لئے برابر ہے کہ تو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے - وہ نہیں ایمان لائیں گے -

۵ - رؤیا - خواب میں دیکھا کہ میر ناصر نواب صاحب اپنے ہاتھ پر ایک درخت رکھ کر لائے ہیں جو پھلدار ہے اور جب مجھ کو دیا تو وہ ایک بڑا درخت ہو گیا - جو بیدانہ [illegible] درخت کے مشابہ تھا - اور نہایت سبز تھا - اور پھلوں اور پھولوں سے بھرا ہوا تھا - اور پھل اس کے نہایت شیریں تھے - اور عجیب تر یہ کہ پھول بھی شیریں تھے - یہ کچھ معمولی درختوں میں سے نہیں تھا - ایک ایسا درخت تھا کہ کبھی دنیا میں دیکھا نہیں گیا - میں اس درخت کے پھل اور پھول کہا رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی - میری دانست میں میر ناصر سے مراد خدا کے ناصر ہے - کہ وہ ایک ایسے عجیب طور سے مدد کریگا - جو فوق العادت ہوگی -

۱۴ - مارچ ۱۹۰۶ء - ۱ - انت سلمان ومنی یا ذا البرکات -

ترجمہ تو سلمان ہے اور مجھ سے ہے اے صاحب برکات فرمایا - یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے - جو کہ آپ نے اصحاب میں سے ایک فارسی شخص سلمان کے کندھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا تھا -

نوٹ - حضرت مرزا صاحب فارسی الاصل ہیں اور آپ کے مسیح موعود ہونے میں آنحضرت کی یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی ہے کہ مسیح فارسی الاصل ہوگا - اور نیز

۲ - "چمک دکھلاؤنگا - تم کو اس نشان کی پنج بار" یعنی زلزلہ کا نشان پانچ مرتبہ ظاہر ہوگا -

## ہفتہ قادیان

۱ - حضرت اقدس بمعہ اہل بیت بخیر و عافیت ہیں -

۲ - کتاب چشمہ مسیحی شائع ہو گئی ہے قیمت ۴ / - میر مہدی حسین صاحب ملازم کتب خانہ سے مل سکتی ہے -

۳ - سردار اقبال سنگھ صاحب برادر سردار فضل حق صاحب جو کہ ۱۸ سال کی عمر کے ہیں - اسلام کی خوبیوں پر شیدا ہو کر برضا و رغبت خود پولیس میں اطلاع کرکے ۱۳ - مارچ ۱۹۰۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے نام محمد اقبال رکھا گیا -

۴ - اس ہفتہ میں جملہ دیگر مہمانوں کے ایک حاجی الٰہی بخش صاحب ہیں - جو اسی سال حج بیت اللہ سے مشرف ہو کر واپس آتے ہوئے راستہ میں قادیان میں ٹھہر گئے - چونکہ وہ گھر نہیں گئے - انہوں نے جلد گھر جانے کے واسطے حضرت سے اجازت طلب کی - مگر آپ نے فرمایا - کہ آپ چند دن اور یہاں قیام فرماویں -

فرمایا - اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی سلسلہ قائم ہوتا ہے تو وہ بھی ایک حج کی جگہ ہوتا ہے - لکھا ہے - بایزید اپنے ایک مرید کو جو حج کا ارادہ رکھتا تھا کہا کہ تو میرے گرد سات مرتبہ طواف کر یہی تیرا حج ہو جائیگا -

# زلزلہ والی پیشگوئی کے پورا ہونے پر پیروں زادوں کی شہادتیں

(۱) از دفتر اخبار "ارشاد" میرٹھ شہر

نمبر ۲۶۳/۱۳ - ۸ مارچ ۱۹۰۶ء

مکرمی تسلیم نیاز۔

۲۸ اور ۲۷ ماہ فروری کی درمیانی شب کو زلزلہ کا ایک جھٹکا محسوس ہوا کہ الامان! تمام در و دیوار کشتی کی مانند ڈگمگانے لگے۔ اور ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کا ہیبت ناک نقشہ تمام اہل میرٹھ کی آنکھوں کے روبرو کھنچ گیا۔ ہندو رام رام۔ مسلمان اللہ اللہ پکارنے لگے۔ میرا رہائشی مکان اس زلزلہ سے نشانہ بن گیا۔ ایک دیوار تڑق گئی۔ مجھے اس زلزلہ کے آنے سے خوشی اور رنج دونوں ہوئے۔ رنج اس اندیشہ سے ہوا کہ کہیں ۴۔ اپریل کی طرح خدانخواستہ زیادہ نقصان نہ ہوا ہو۔ اور خلق خدا ضائع نہ ہوئی ہو۔ خوشی اس وجہ سے ہوئی کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک دعوے کی تصدیق اچھی طرح سے ہو گئی۔ جیسے وہ مدت سے بطور پیشین گوئی پبلک پر ظاہر کر رہے تھے۔ میں نہ تو آپ کے فرقہ کا ممبر ہوں۔ اور نہ مرزا صاحب کا مرید۔ تاہم چونکہ انصاف پسند شخص ہوں۔ اس لئے یہ مختصر تحریر اطلاعاً ارسال خدمت ہے "ارشاد" میں احمدی خبروں کے لئے علیحدہ کالم وقف ہے۔

(۲) حضرت اقدس حضرت عبدالقادر قادیانی جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یا حضرت عبدالقادر قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں اپنے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ آپ نے بہار کے زلزلہ والی پیشگوئی پوری ہوتی ہوئی ۲۸ فروری کی رات کو دیکھ لی ہے۔ اور آئندہ کے زلزلہ کی پیشگوئی سے دل سے تصدیق کرتا ہوں۔ چونکہ میں اس قدر گنہگار ہوں کہ شاید اس وقت میرے برابر کوئی بشر نہ ہو گا۔ اس لئے بہت سے گذارش کرتا ہوں۔ کہ میرے لئے دعا فرماویں۔

میرا عینہ یقین اس بات پر ہے۔ کہ بغیر حضور کی دعا کے میری نجات کی کوئی صورت نہیں۔ اے عبدالقادر قادیانی۔ اے رسول اللہ تو مستجاب الدعوات ہے۔ دعا کریں۔ کہ میں نے زبان درازی جس سے آپ کی مخالفت کی باتیں سنا ہوں۔ خدا ایمان عطا فرماوے۔ عاجز رکن الدین مدرس گورنمنٹ سکول گوجرانوالہ

# چھاؤنی انبالہ میں خشمناک عذاب

(منقول از الحکم)

یوں تو خدا کے سچے رسول حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کے ناپاک سمندر میں ہر ایک ملک کے مخالف غوطے کھا رہے ہیں۔ اسی طرح انبالہ توپخانہ بازار بھی اسی ہلاک مرض میں گرفتار ہے۔ مگر یہاں مخالفت۔ جہالت۔ تعصب۔ ہر سہ نے اپنا دخل کر رکھا ہے۔ تعصب کا یہ حال ہے۔ کہ چند احمدی جو نو وارد تھے۔ مسجد میں نماز پڑھنے گئے۔ اور ملاں سے دریافت کیا کہ محمد یوسف احمدی کا مکان کون سا ہے۔ مگر بجائے اس کے کہ وہ مکان بتلاوے کہنے لگا۔ تم ہرگز اس کے پاس نہ جانا اور نہ اس سے ملنا۔ وہ تو مرزائی ہے۔ اگر تم ملو گے۔ تو تم بھی مرزائی ہو جاؤ گے۔ جہالت کا یہ حال ہے۔ کہ دیو یوں تک کی پرستش کرتے ہیں۔ مخالفت کا یہ حال ہے۔ کہ اگر کسی دس برس کے بچے کے روبرو حضرت مرزا صاحب کا ذکر کیا جاوے۔ تو وہ گالیاں دینے لگتا ہے۔ اور بڑوں کا تو کیا کہنا۔ اول تو لوگ اس قابل ہی نہیں۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کی کتب کو سمجھ سکیں۔ اور اگر دو چار ایسے بھی ہیں۔ تو عوام کو بہکاتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی کتابیں مت پڑھو ان پر جادو کیا ہوا ہے۔ اور حضرت اقدس کی شان پاک میں بیہودہ الفاظ نکالتے رہتے ہیں۔ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے عظیم الشان زلزلے نے ان لوگوں کی زبانیں بند کر دی تھیں۔ مگر جب زلزلہ کو ایک عرصہ گذرنے لگا۔ تو ان کی خباثت کا تھرمامیٹر بھی ۱۲۰ درجہ پر ترقی کر گیا۔ اور یہ مخالفین جب مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کے پُر زور۔ دندان شکن لیکچروں سے بھی جب اپنی خباثت سے باز نہ آئے۔ تو خدا کے سچے وعدے کا ظہور ہوا۔ اور اس پاک معبود نے ایک قہری نشان ظاہر کیا۔ یعنی تاریخ ۲۴ فروری کی شام کو بوقت ۴ بجے شام پلیگ کارنٹین کے پاس سے دھواں نکلنا شروع ہوا۔ اور آسمان کی جانب روانہ ہوا۔ اس دھوئیں میں اس قدر روشنی تھی۔ جیسے کہ بجلی کی روشنی ہوتی ہے۔ اور ایسی گڑگڑاہٹ تھی۔ جیسے توپیں سر ہوتی ہیں۔ یہ دھواں شمال سے اٹھ کر جانب جنوب روانہ ہوا۔ اس کے راستہ میں ایک پختہ عمارت تھی۔ جہاں چیچک کا ٹیکہ لگایا جاتا تھا۔ اس کی چھت کو صاف اڑا دیا۔ بس اسی پر خیر نہیں ہوئی۔ وہاں سے یہ خدا کا زبردست نشان گورنمنٹ بوچڑی پر جا پڑا جو اس جگہ سے قریباً ۲ فرلانگ تھی۔ اس پختہ عمارت کی چھت کو بالکل اڑا دیا اور احاطہ کی ایک دیوار کو گرا دیا۔ اور دو تین آدمیوں کو خفیف سی چوٹیں بھی آئیں۔ اور یہاں پر چار ریل گاڑی کھڑی تھیں جن میں تین گوشت تھا اور ایک عظیم الشان کیکر کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔ اور ۷ - ۸ کیکروں کے تنے توڑ دئے۔ ترانوے جو اس جگہ گرا ہوا تھا۔ اس کا ایک پلڑا قریب ایک فرلانگ باہر کھیت میں گرا۔ اس کے بعد پولیس کی چوکی کے برآمدہ کو گرا کر یہ دھواں غائب ہو گیا۔ مخالفین کے دلوں میں اس قہری نشان نے ایک بڑی گھبراہٹ پیدا کر رکھی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم اپنے مامور کے طفیل سے ان آسمانی عذابوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ ۲۴۔ فروری ۱۹۰۶ء

رقیمہ نیاز

احقر نصیر احمد ولد شیخ محمد یوسف احمدی کمسریٹ ایجنٹ توپخانہ بازار کیمپ انبالہ

# مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم

اخی مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب زاد عنایتہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مولوی عبدالکریم صاحب شہید مرحوم کے متعلق چند ابیات درج اخبار بدر فرما کر مشکور فرماویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولوی عبدالکریم خوش خصال
نیک بخت و پارسا شیرین مقال

کردہ ہجرت از نہ صدق و یقین
آمدہ در قادیان با نور دین

نزد مہدی از نہ صدق و صفا
گشت پیوستہ بخدمت سالہا

شد بفیض مہدی آخر زمان
عالم و متبحر قرآن دان

بر سر اعدائے دین شمشیر تیز
آنچنان می زد کہ کردے ریزہ ریزہ

کردہ تالیف خلافت راشدہ
در شکستہ تار و پود رافضہ

لیکچر کہ ہم داد و در کافہ انام
خوب واضح کرد اصلاح عوام

چونکہ عاشق امام وقت بود
ہم بوعظ و خطبہ ذکرش می نمود

ہمچنین احقاق حق را می نمود
روز و شب ابطال باطل کار بود

وا از دنیا غیبت چوں دلش قیام
از قضائش لاجرم آمد پیام

اولاً سرطان بہ پشتش رو نمود
حملہ او گرچہ صعب و سخت بود

لیک بود از اعجاز آن مہدی ثبت
از دعائش رفع شد آن مرض سخت

گشت ذات الجنب من اورا پدید
شد بعمر چہل و ہفت آخر شہید

ماہ شعبان بد گذشتہ یازدہ
نیز بست و سہ قرن چاردہ

خادم مہدی امام آخرین
چوں سپردہ جان بجان آفرین

آمد از عالم بالا ندا
آمدی خوش بدی صد مرحبا

چونکہ او در دین حق خادم بدہ
مدفن او شد بہشتی مقبرہ

اے خداوند بنام مصطفےٰ
سید کونین احمد مجتبےٰ

بخش بر مولوی عبدالکریم
جنت الفردوس اے رب کریم

احقر العباد۔ محمد حسین خان ہلوادری۔ از ماٹی کوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# وحدت

رقم زدہ میان معراج الدین عمر صاحب

(جو ہفتہ وار جلسہ احمدیہ لاہور میں ۲۶ فروری ۱۹۰۶ء کو پڑھا گیا تھا)

خدا ایک ہے ۔ یہ ایک ایسا جملہ ہے ۔ کہ جس کے ماننے سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ۔ خدا تعالیٰ کی بے انتہا صفتیں اپنے اپنے محکموں میں جدا جدا کام کر رہی ہیں ۔ رحیمیت ۔ رحمانیت خالقیت ۔ ربوبیت ۔ ستاریت وغیرہ صفتیں جن کا شمار اور حساب کوئی انسانی قلم نہیں کر سکتا ۔ اور کوئی دفتر ان کو گنجائش نہیں دے سکتا ۔ یہ تمام محکمے اپنے کام اس طریق پر کر رہے ہیں کہ ایک دوسرے کو خبر بھی نہیں ہونے پاتی ۔ کہ وہ کام کر لیتے ہیں البتہ بعض کو بعض سے صرف اتنا تعلق ضرور ہے ۔ جہاں تک اس کے فیصلہ یا کاموں کے انصرام کے لئے اشتراک واقعہ ہو مثلاً رحمانیت کے صیغہ میں رحیمیت کو دخل نہیں ۔ کیونکہ وہاں تو اسباب درخواست وریاضت وتقاضائے بالفعل کے موجود ہونے سے پہلے احسان کی انتظار کے بغیر ہی کام کر دیا جاتا ہے ۔ اور اس محکمہ میں بالفعل درخواست و ریاضت وتقاضا اور نیز بھی باضابطہ اور صحیح اور جائز وسائل اور ذرائع سے پیش کرنے پر جتنا مرضی ہوتی ہے ۔ کام کیا جاتا ہے ۔ لیکن ربوبیت ۔ خالقیت ۔ توابیت ۔ ستاریت ان دونوں صفتوں سے ملحق ہیں ۔ کیونکہ یہ محکمے بے مانگے بھی کام کرتے ہیں اور درخواست پر بھی کام کرتے ہیں ۔ مثلاً انسان اپنی اس حالت میں جب کہ والدہ کے رحم میں ہوتا ہے ۔ یا اس حالت میں کہ جب وہ پیدا ہو کر شیر خوار کی عمر بسر کرتا ہے ۔ تو اس وقت کون سی محنت یا خدمت یا تجارت یا صنعت وحرفت یا درخواست ہوتی ہے ۔ کہ جو اس کی پرورش کا سامان کرے اور اس کے لئے ضروریات پیدا کرے ۔ اور ہر ایک آفت اور بلا سے اس کو بچا دے ۔ اور اس کی خطاؤں پر پردہ ڈالے پس اس وقت ربوبیت وخالقیت وغیرہ رحمانیت ہی کے محکمے کے ماتحت ہو کر یہ فرض ادا کرتے ہیں ۔ اور پھر جب وہ ایسی عمر کو پہنچ جاتا ہے ۔ کہ جب درخواست یا ریاضت تقاضا کر سکے ۔ تو یہ اوصاف رحیمیت کے محکمے سے جو جو احکام نافذ ہوتے ہیں ۔ ان کی تعمیل کرتے ہیں ۔ اسی طرح بیشمار اوصاف الٰہی دنیا میں کام کر رہے ہیں ۔ جن میں اور بعض بعض سے کم تعلق اور بعض بعض سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں ۔ اور ان کی ہیئت اجتماعی کا نام توحید ہے ۔ اور وہ سب اسی ایک ذات میں مجتمع ہیں ۔

خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کو مختلف اجزا سے مرکب پیدا کیا ۔ اور ہر ایک مخلوق طرح طرح کے اجزا سے ترکیب دے کر بنائی ۔ اور ہر ایک جزو میں ایک علیحدہ خاصیت رکھدی ۔ اور کئی خاصیتوں کو ملا کر پھر ایک ہستی بنا دی ایک چھوٹی سے چھوٹی مخلوق کے اجزا بھی احاطہ تحریر میں لانے مشکل ہیں ۔ گویا بجائے خود وہ ایک دنیا آباد ہوتی ہے اس ہستی کی زندگی صرف اس بات پر قائم ہوتی ہے ۔ کہ وہ تمام اجزا جن کی ترکیب سے وہ بنی ہوئی ہے ۔ اپنے اپنے کام میں اتفاق اور یک جہتی کے ساتھ لگے رہیں ۔ اور اپنے حدود منصب سے تجاوز کر کے افراط تفریط اختیار نہ کریں اور جب ان میں سے وہ حالت وحدت مفقود ہونے لگتی ہے تو اس ہستی پر خزان آنی شروع ہوتی ہے ۔ یہاں تک کہ موت وارد ہو جاتی ہے ۔ اور اس وقت وہ اجزا بھی جو اس فساد میں شریک نہ ہوئے تھے ۔ اس جرم میں تہ زمین ڈالے جاتے ہیں کہ انہوں نے وحدت قائم کرنے کی کوشش کیوں نہ کی ہزارہا انسان آپ نے مرتے دیکھے ہوں گے ۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ اس لئے مرے ہیں کہ ان کی ہستی کے سارے اجزا بگڑ گئے تھے ۔ ہرگز نہیں ! صرف چند اجزا کے بگاڑنے تمام دنیاوی جسم کو خاک میں ملا دیا ۔ اور جو بے قصور تھے لیکن انہوں نے وحدت توڑنے والوں کو سنبھالا نہ تھا وہ بھی ان کے ساتھ ہی خاک میں ملا دیئے گئے ۔

ایک ذرہ سے لے کر ساری انسانی مخلوقات کے وسیع دائرہ تک اللہ تعالیٰ کی قدرت وحدت کا تقاضا کرتی ہے باوجود اختلاف طبائع واختلاف خواص واختلاف اجسام واختلاف اشکال وہ ہر ایک ہستی کے ذرات کو یک جہتی کی سلک میں منسلک کر کے دن رات ہمارے سامنے زندگی اور کامیابی کے نمونے پیش کر رہی ہے ۔ اور طرح طرح سے انسان کو سمجھا رہی ہے ۔ کہ وحدت ہی ایک اصلی غرض اور علت غائی ہے ۔ خدا تعالیٰ نے وحدت کے لئے انسان کو پیدا کیا ۔ اور وحدت ہی کے مکتب میں اس کو تربیت کی ۔ اور چاروں طرف اس کے لئے وحدت آموز کتابیں کھول کر رکھیں ۔ کہ جدھر نظر کرے ۔ ادھر وحدت ہی وحدت کے نمونے اور سبق ملیں ۔ صحیفہ قدرت وحدت ہی کی رنگ آمیزی سے سہانا معلوم ہوتا ہے ۔ گل وگلشن کی رونق وحدت ہی میں نظر آتی ہے ۔ ورنہ اگر ایک خوش نما پھول کے خواص اور اجزا علیحدہ علیحدہ کئے جاویں ۔ یا باغ کے سب پیڑ متفرق طور پر زمین میں منتشر کر دئے جاویں ۔ تو نہ وہ خوشبو باقی رہتی ہے ۔ اور نہ وہ رونق وعزت باغ کی ہی رہتی ہے ۔ یہ جمعیت ہی ہے ۔ کہ جس نے بلبلوں کو شیدا کیا ۔ اور رنگین شاعروں کی لسّان کو انتہائی نکتہ حاصل کیا ۔ ایک قوم کو دوسری قوم پر اسی وحدت کے ذریعے فوقیت حاصل ہوتی ہے ۔ تمام علوم وفنون وحدت ہی کی بدولت بڑھے اور پھیلے پھولے ہیں ۔ ورنہ یہ حروف متفرق طور پر جدا جدا کس قدر وقیمت کے ہیں ۔ ان کی وحدت سے ہی لطیف سے اعلیٰ امور حیطہ تحریر میں محفوظ ہوئے ۔ اور کلام ضبط میں آئے ۔ یہاں تک کہ خدا کا کلام خود بھی انہیں حروف کی وحدت سے ہم تک پہنچا ۔

خدا تعالیٰ نے (جو ہر ایک کمال کا مظہر اور جامع اور سرچشمہ ہے) انسان کو عقل ونقل کا جوہر دے کر ان کو مدنی الطبع اس لئے بنایا ہے ۔ کہ ایک دوسرے کا رنگ و بو اختیار کر کے اور باہمی تفرقوں اور فسادوں سے بچ کر وہ ایک وحدت اور جماعت بنے رہیں ۔ تمام نبوتوں کے سلسلوں اور اعلیٰ اخلاقی تعلیموں کی علت غائی یہی وحدت ٹھہرتی ہے ۔

وحدت اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے ۔ کہ یا تو مالکیت کی صفت درمیان میں سے اٹھا دی جاوے ۔ اور یا حقوق کی حفاظت کا ایسا انتظام ہو کہ کوئی دوسرے کا حق دبانے نہ پائے کیونکہ حق تلفی موجب فساد اور شقاق وتفرقہ ہے ۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں انسان کو خلیفہ فرمایا ہے ۔ اس خلافت کی ذیل میں حقوق مالکیت اور ان کی حفاظت کا علم مرکوز رکھا گیا ہے ۔ کیونکہ دو ہی مفہوم ہیں ۔ ایک تو یہ کہ انسان دنیا پر خدا کا خلیفہ ہے ۔ اور اسی لئے وہ تمام دوسری مخلوقات سے بڑھ کر خواص سے گرایا ہے ۔ انسان کے سوا فرشتوں سے لے کر ادنیٰ سے ادنیٰ کیڑے تک جن جن کاموں میں لگے ہوئے ہیں ۔ وہ اپنی اپنی فطرتوں اور جبلتوں کے تقاضا سے اپنے کام کر رہے ہیں گویا وہ ان کاموں کے لئے ایسے مجبور ہیں ۔ کہ ان کے سوا کچھ کرنے کا نہ تو ان میں خیال ہی پیدا ہو سکتا ہے ۔ اور نہ وہ کچھ کر ہی سکتے ہیں ۔ کسی حیوان کے بچے کو اپنی سوسائٹی اور اپنی ماں اور باپ سے کتنا دور اور بے خبر ہی کیوں نہ رکھو ۔ اور کیسی ہی غیر جنس مخلوق میں کیوں نہ پرورش کرو ۔ لیکن وہ اپنی طبیعت اور حالت میں کچھ بھی تبدیلی نہیں کریگا ۔ ہم نے ایک دفعہ دو نیل گاؤں کے بچے اور کئی دفعہ ہرن کے بچے اپنے ایک گاؤں میں رکھے ۔ اور ان کی بڑی خاطر اور خدمت کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ ایک ایک گائے رکھی ہوئی تھی ۔ لیکن وہ اس حالت فطری میں ایسے مجبور تھے ۔ کہ ہماری پرورش اور گائے کے دودھ کے اثر کا کچھ حصہ ہی نہ پایا ۔ اور آخر یکے بعد دیگرے موقعہ پا کر جنگل میں بھاگ گئے ۔ کئی دفعہ بطخ یا کسی اور جانور کے انڈے مرغی کے نیچے سینے کے لئے رکھے جاتے ہیں اور جب بچے نکل آتے ہیں ۔ تو وہ اپنی آبائی رسم وعادت کو جبلت سے ہی لے کر پیدا ہوتے ہیں ۔ اور مرغی سے کچھ بھی نہیں سیکھتے ۔ چنانچہ بارہا دیکھا گیا ہے ۔ کہ بطخ کے وہ بچے

یو مرغی کے بچے اس کے اپنے بچوں کے ساتھ پیدا ہوئے تھے پانی سامنے آنے پر جب ہٹ اس میں کود کر پیرنے لگ گئے اور ماں (یعنی مرغی) باہر کھڑی حیرت سے تاک رہی ہے اور اپنی زبان حال سے ان کو اس خطرے سے نکل آنے کے لئے بلا رہی ہے۔ لیکن وہ ان کے لئے خطرے کا مقام نہیں غرض تمام حیوانی دنیا جس سے انسان مستثنیٰ ہے۔ اپنی فطرت کے تقاضوں کو باکراہ پورے کر رہی ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے۔ کہ جس قدر اپنے عہدے۔ تعلقات اور حقوق کے لحاظ سے کوئی کمتر ہوتا ہے۔ اسی قدر اس کو اپنے فرائض ادا کرنے میں دوسرے کا جبر اور اثر ماننا پڑتا ہے۔ اور جتنا عظمت اور فوقیت کی طرف قدم مارتا جاتا ہے۔ اسی قدر اس کے حقوق بھی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور اکراہی صورت بدلتی جاتی ہے۔ اور آزادی اور اختیار وسیع ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہی حال انسان اور حیوان بلکہ ساری مخلوقات کا ہے۔ یہ تمام مخلوقات اپنے اپنے فرائض ادا کرنے میں اکراہ اور جبر سے کام کرتے ہیں۔ اور اس لئے ان کی پرورش کے سامان بھی اکراہی اور جبری ہی ہیں۔ یعنی ان کو اپنے پیٹ پالنے کے لئے کسی کسب اور ہنر۔ ریاضت وغیرہ کی ضرورت نہیں رکھی گئی۔ اور نہ کوئی ذمہ واری ان پر ڈالی گئی ہے اور نہ ہی عقل ونقل کا مادہ ان کو دیا گیا ہے۔ اور اس لئے ان کو کسی شئے کا مالک بننے کا حق نہیں دیا گیا۔

لیکن برخلاف ان کے انسان کی فطرت ایسی ملائم اور نقش پذیر بنائی گئی ہے۔ کہ عکسی شیشے کی طرح فوراً دوسرے کے اخلاق وحالات وگفتار ورفتار وغیرہ کا اثر قبول کر لیتی ہے اور قدرت نے اس کی ایسی رعایت رکھی ہے۔ کہ اس کو ان کی طرح مجبور نہیں بنایا۔ بلکہ ایک حد تک آزادی اور اختیار انتخاب دیا گیا ہے۔ اور جیسے کسی مشین کی تعدیل اور رہنمائی کے لئے ایک مقیاس لگا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کو اس اختیار کی قوت میں ہدایت اور تعدیل کے لئے نور قلب بخشا گیا ہے۔ یہ نور قلب ایک خاصۂ انسانی ہے۔ جس سے حیوان محروم ہیں اور اپنی نسل پروری کے لئے اس کو ریاضت کرنا سکھایا گیا ہے اور مالک بننے کی طاقت اور جوہر اس میں رکھے گئے ہیں۔ خلافت کا دوسرا مفہوم یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں انسان کی فطرت کا حال بیان کیا ہے۔ کہ انسان میں ہم نے ایک ایسا [illegible] ڈال دیا ہے کہ وہ دوسری مخلوقات پر تصرف جما کر مالک بنے۔ اور اس ملکیت کے تحفظ کا سامان کیا ہے۔ کہ جو قرابت بلحاظ خون وحیوانیت مسلم ہو۔ وہ ایک شخص مالک کے ختم ہو جانے کے بعد اس کی ملکیت پر جانشین ہوں۔ گویا یہ ایک ایسی مخلوق ہے۔ کہ ایک دوسرے کا خلیفہ بننے کا اس کو حق دیا گیا ہے۔ اور صلبی اور خونی قرابت کا حقدار بنانا ہی انصاف تھا۔ صلبی اور خونی قرابت سے مراد وہ رشتہ ہے۔ جو مرد کے نطفہ اور عورت کے خون سے

قائم ہوتا ہے جس کی تشریح کرنے کی اس جگہ گنجائش بھی نہیں۔ اور ضرورت بھی نہیں۔ گنجائش تو بوجہ ضرورت اختصار نہیں اور ضرورت اس لئے نہیں کہ کچھ نہ کچھ ہر صاحب میرا مطلب ضرور سمجھ گیا ہوگا

اب سب سے پہلا فرض قدرت کا یہ تھا کہ انسان کے ان حقوق کی خود ہی حفاظت کرتی اور دوسری طرف جہاں تک اس کے اختیار کا تعلق تھا۔ اس کو محفوظ کرنا تعلیم کرتی۔ مشکل امر اس میں یہ تھا کہ وہ ذریعہ جس سے یہ حق پیدا اور قائم ہوتا ہے۔ وہ ایک ایسا مخفی در مخفی تعلق ہے۔ جس کو خود مخدوم وخلیفہ دونوں ہی یقینی طور پر ثابت اور معین نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ نے اس کو محفوظ اور معین اور یقینی کرنے کے لئے یہی ایک ذریعہ قرار دیا۔ کہ مرد اور عورت کے تعلق کو ایسا پابند کیا جاوے کہ جس میں اختلاط نطفہ کا اشتباہ باقی نہ رہے۔ اس لئے دونوں کے درمیان ایک تعین اور معاہدے کو ضروری کیا۔ اور اس عقد عہد کے لئے تشہیر لازمی ہوئی۔ اور اس سے غرض یہ رکھی گئی تاکہ عام طور پر یہ بات معلوم رہے۔ کہ فلاں عورت سے فلاں مرد کا ایسا تعلق ہو گیا ہے۔ کہ اس کے شکم سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ اس مرد کا ہوگا۔ اور اس کی خلافت اس بچہ کو بوجہ طبعی حق کے پہنچے گی۔ اس کی خلاف ورزی کے لئے جو نقض وحدت کا بڑا بھاری باعث ہے۔ سخت تعزیر رکھی گئی۔ کیونکہ اس سے بڑے بڑے مظالم اور خطرناک حق تلفیاں واقع ہوتی ہیں مثلاً اگر حیوانوں کی طرح انسانوں میں بھی تعیین زوج کا مادہ نہ ہوتا۔ تو نتیجہ یہ ہی ہوتا۔ کہ جو جس وقت جس جگہ جس کے ہاتھ جتنے وقت کے لئے چڑھ جاتا۔ تعلق زوجیت رکھ کر علیحدہ ہو جاتا۔ اور ایسی ہی حالت ہوتی۔ جو آج کل حیوانوں کی دیکھی جاتی ہے۔ نہ کسی بیوی کا خاوند پر حق ہوتا اور نہ خاوند کا بیوی پر اور نہ اولاد کا والدین پر اور نہ والدین کا اولاد پر۔ ایک مشکل تو انسان کو یہ پڑتی کہ چونکہ عام حیوانوں کی طرح یہ پیدا ہوتے ہی چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ بلکہ بہت عرصہ تک اپنی پرورش کے لئے دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ تو اس عالم سرد مہری میں اس کا خاتمہ ہی ہو جاتا۔ اور دوسرے سلسلہ مالکیت وخلافت قطعی طور پر مفقود اور منقطع ہو جاتا۔ اور پھر انسان وحیوان میں فرق ہی نہ رہتا۔ یا انسان ہی نہ رہتا۔

حفظ حقوق کی یہی ایک راہ تھی۔ کہ عورت کے لئے ایک معین زوج تمام سوسائٹی میں مشہور ہو۔ جیسا کہ خاوند کا معین نہ ہونا تباہی کا موجب ہے۔ ایسا ہی اس تعلق کا مخفی ہونا خطرناک نقصوں کا باعث ہے۔ کیونکہ مخفی تعلق والے خاوند کے مر جانے کی صورت میں اس کے ترکہ کا اس عورت کی اولاد کو تنازعہ کی صورت میں حقدار ثابت کرنا مشکل بلکہ قریباً ناممکن ہے غرض یہی مصالح آلہی تعیین زوج اور شہرت عقد میں ہیں۔ اور قدرت

نے اس بات کا علم بھی بہت مخفی رکھا ہے۔ کہ کب اور کس وقت کسی مرد سے ایسا نطفہ خارج ہو سکتا ہے۔ جو نشوونما پا کر بچہ بن سکے۔ اور کب اور کس وقت اس عورت میں اس کو استیصال کی قوت غالب ہوتی ہے۔ اس لئے یہ بھی ضروری ہوا۔ کہ یہ تعلق مستقل اور دامی ہو اور زن ومرد کی فطرت میں اس کی حفاظت کی خاصیت رکھدی۔ جس کا نام غیرت ہے

یہ انتظام اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں وحدت قائم رکھنے کے لئے فرمایا۔ اور دونوں شقوں سے اس کو مضبوط کیا ظاہری جسمانی انتظام اور باطنی روحانی انتظام دونوں پختہ کئے پھر اس کی خلاف ورزی کی سخت سزا دینے کی خاصیت انسان کے اندر رکھدی۔ یہاں تک کہ انسان اس جوش میں اگر بدبخت مجرم کو مار دینا اپنی مردانہ غیرت کا صحیح استعمال سمجھتا ہے۔ اور عورت میں بھی اپنی عفت کا بچانا اعلیٰ درجہ کی خوبی رکھی گئی۔ بعض لوگ جو غیروں کا نطفہ اپنی منکوحہ بیویوں کے شکم میں ڈلوا کر اس کو اپنی اولاد سمجھتے ہیں۔ یا جو اپنی عورتوں کو دوسروں کے ساتھ ہم بستری کراتے ہیں۔ یا جو لوگ کچھ عرصہ کے لئے جوش شہوانی مٹانے کے لئے کسی کو اجیر مقرر کرتے ہیں۔ وہ دراصل انسانی فطرت کے لیول سے بہت نیچے گرے ہوئے ہیں۔ ان میں اور حیوان میں صورت وشکل کے سوائے کوئی فرق نہیں۔ ان کے ذمہ سخت حق تلفیوں کا جرم ثابت ہے۔ پس خدا کے کلام نے عقد نکاح کا انتظام اور زنا کا انسداد اسی لئے کیا ہے۔

درحقیقت حق تلفی وحدت توڑنے کا بڑا بھاری موجب ہوتی ہے کیونکہ غاصب جب کسی کا حق چھینتا ہے۔ تو اس وقت ہی وحدت ٹوٹتی ہے۔ اور جب مغصوب اپنا حق کھوتا ہے۔ تو اس وقت ہی اس کا دل کدورت اور کینہ اور بغض سے پُر ہو جاتا ہے۔ اور وحدت قائم نہیں رکھ سکتا۔ اگر کوئی شخص کسی کی کوئی شئے چوری کرے۔ یا خیانت اور ظلم سے کسی کی حق تلفی کرے تو ایک فساد ڈالتا ہے۔ اور ناحق تفرقہ کی بنیاد قائم کرتا ہے۔ ایسا ہی تمام جرائم کا حال ہے۔ اور کلام خدا نے مکتوب طور پر اور فعل خدا نے مرکوز طور پر ان کے روکنے کا انتظام اسی لئے کیا ہے۔ اسی لئے سود کو حرام کیا ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسان میں دو خاصیتیں رکھی ہوئی ہیں۔ ایک تو روحانی کیفیت ہے۔ اور دوسری جسمانی کیفیت ہے۔ روحانی کیفیت سے تو یہ اپنا پیوند خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے۔ اور اس کو ایسی حد تک ترقی دے سکتا ہے۔ کہ جس سے دوسری کوئی مخلوق تجاوز کر ہی نہیں سکتی۔ بلکہ وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتی۔ اور جسمانی کیفیت سے تمام مخلوقات سے تعلق رکھنا پڑتا ہے۔ دراصل انسان کی روحانی کیفیت جسمانی حالت کے زیر اثر ہوتی ہے کیونکہ انسان کو اپنی قوتیں استعمال کرنے کی آزادی دی گئی ہے اور نیکی وبدی کے نتیجوں کا اس کے سر پر وارد ہونا اسی وجہ سے ہے

اور ذمہ داریوں کا سلسلہ اس لئے ہی بڑا ہوتا ہے چونکہ زیادہ کثرت سے جسمانی قواء کا استعمال کرتا ہے۔ اس لئے وہ غلبہ پا جاتی ہیں۔ انسان اپنی اختیاری حالت میں ایسا ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ کہ فطرت کے سچے تقاضوں کو توڑ اور قوتِ الٰہیہ کی راہنمائی سے لا پرواہ ہو کر ایسے افعال کا مرتکب بن جاتا ہے جو وحدت کے نقیض ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اس کو سنبھالنے کے لئے اور اس میں وحدت بحال رکھنے کے لئے انبیاء نازل فرمائے۔ انبیاء کا نزول اسی زمانہ میں ہوتا ہے جب عداوت۔ دشمنی۔ تفرقہ کے پیدا کرنیوالے تمام اسباب جمع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جناب سرورِ کائنات ہمارے ہادی و محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود ایسے زمانہ میں ہی تشریف لائے تھے۔ اور اب بھی ایسے ہی زمانہ میں خلیفۃ المؤمنین حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے لباس میں آپ کا نزول بحثیت اس چودھویں صدی میں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وکیف تکفرون وانتم تتلی علیکم ایات اللہ وفیکم رسولہ ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم۔ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذالک یبین اللہ لکم ایاتہ لعلکم تھتدون۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ واولئک ھم المفلحون۔ ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینات۔ واولئک لھم عذاب عظیم۔ ھذا بیان للناس وھدی وموعظۃ للمتقین ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ۔ وتلک الایام نداولھا بین الناس ولیعلم اللہ الذین امنوا ویتخذ منکم شھداء واللہ لا یحب الظلمین۔ ولیمحص اللہ الذین امنوا ویمحق الکفرین۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصبرین۔ یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا۔ ان اللہ مع الصبرین۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ وما لکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون۔ ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین۔ الا من رحم ربک ولذلک خلقھم۔ وتمت کلمۃ ربک لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین۔

یعنی تم کس منہ سے انکار کا حوصلہ کروگے۔ تمہارے تو آیات اللہ اچھی طرح ذہن نشین کی گئی ہیں۔ تمہارے ہی ہاتھ میں عہد اللہ تھم اور لیکھرام کے واقعات ہوئے۔ کلارک اور آتھم تمہیں سے جنگ میں شکست پائی۔ کرم دین مقہور ہوا۔ تمہاری آنکھوں نے کسوف و خسوف دیکھا۔ تمہیں دجال اور یاجوج ماجوج دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اور تمہاری ان آنکھوں نے نبیوں کے سردار تمام دنیا کے محسن صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اور ان کے بروز موعود مسیح و مہدی کو دیکھا۔ ان ہاتھوں نے ان کا دامن چھو کر برکت پائی۔ تم میں وہ خدا کا رسول موجود ہے۔ جو کوئی خدا کو محکم پکڑے گا وہی صراط مستقیم پر ہدایت یافتہ ہے۔ اے لوگو! تم جو سب کچھ چھوڑ چھاڑ اور ہر ایک طعن و تشنیع کو برداشت کر کے ایمان لے آئے ہو۔ اب یہی مناسب ہے کہ تم خدا کے لئے ایسا تقویٰ اختیار کرو۔ کہ جو حق تقویٰ ہے۔ اور اب تم ہی اپنے انجام کی فکر کرو۔ کہ موت تمہیں ایسی حالت میں پائے کہ اس وقت تم مسلمان ہو۔ اور اس پاک سلسلہ اسلام کو جو خدا کی رسی ہے۔ سب کے سب وحدت اور اتفاق سے اکٹھا زور لگا کر پکڑو۔ اور مضبوط پکڑو اور خبردار تم میں کوئی وسیلہ نہ ہو اور زور لگانے میں کمی کر کے پھوٹ کا موجب نہ ہو۔ اور خدا کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم بغض اور عداوت کی بھٹی میں جل رہے تھے۔ اور ایک دوسرے کو دشمن سمجھتے تھے۔ خدا نے تم پر احسان کیا ہے کہ تمہارے دلوں میں الفت ڈالدی اور اس کینہ و حسد و بغض و نفرت کی کالی رات سے نکال کر اپنی نعمت کے خوان پر وہ مبارک صبح دکھائی۔ کہ تم دشمن سے دوست ہوئے۔ کیسے اور بھائی بھائی بن گئے۔ یہ تفرقہ ایک ایسی آگ تھی۔ جو نہایت ہی خطرناک تھی۔ اور جس میں گر جانے سے تمہارا بچنا محال تھا۔ تم اس کے کنارے پر ایسی حالت میں کھڑے تھے کہ یہی گمان ہو رہا تھا کہ اب گرے۔ اب گرے۔ مگر خدا تعالیٰ نے تم پر احسان کیا۔ کہ تم کو وہاں سے بچا لیا۔ اور یہی وہ راہ ہے جس میں خدا تعالیٰ اپنے نشانات اور قدرت نمائی کے کرشمے کھول کھول کر دکھاتا ہے۔ تاکہ تم اسی راہ پر چلتے رہو۔ اور خدا نے تمہیں اسی لئے انتخاب کیا ہے۔ کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہے کہ جو تبلیغ حق پر کمربستہ ہوں۔ اور بھلائی کی طرف لوگوں کو منادی کریں۔ اور امر معروف اور نہی عن المنکر کا بیڑا اٹھائیں ایسی جماعت یقیناً کامیاب اور بہرہ مند ہوگی۔ اور ہوشیار رہو کہیں تم ان لوگوں کی طرح مت بنو جنہوں نے نشانات دیکھ کر بھی آپس میں اتفاق نہ کیا۔ اور وحدت عالم کی بلکہ بکھیٹے سے ایسے لوگ سخت عذاب میں ہوں گے۔ سمجھدار لوگوں کے لئے بیان اور متقین کے لئے یہ موعظت نصیحت ہے۔ کہ تم اس کام میں دل مت ہارو۔ سستی مت کرو۔ ہمت اور ہوشیاری سے کام کرتے جاؤگے۔ تو تمہارے آگے کوئی حزن نہیں آئے گا۔ اور اگر تم ایمان اور ثبات قدم سے کوشش کروگے تو کامیابی اور فوقیت تمہیں حاصل ہوگی کیا ہوا اگر تمہیں بھی کسی وقت کوئی زخم لگ گیا۔ غور کرو۔ ان لوگوں کو بھی تو اسی طرح زخم لگے ہیں۔ اور گھبراؤ مت۔ یہ دن تو خدا باری باری پھیر پھیر کر لوگوں میں لاتا ہے تاکہ ایمان والوں کا کھلے طور پر پتہ لگ جائے۔ اور تم ہی گواہ ہو جاؤ۔ اور جن کے اندر ظلم بھرا ہوتا ہے خدا ان سے بیزار ہے۔ اور اس طرح ابتلاؤں میں ڈالنے سے ایک یہ بھی غرض اللہ کی ہے۔ کہ ایمان لانیوالوں میں سے ہر ایک عیب اور نقص نکال کر ان کو خالص بنا دے۔ اور کافروں کو مٹا دے جنت میں داخل ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ تم نے یہ گمان کر لیا ہوگا کہ چپکے سے جنت میں داخل کر دئے جاؤگے۔ یہ بات نہیں جنت میں بغیر اس بات کے واضح کر لینے کے کہ تم میں مجاہدہ کرنیوالے کون ہیں۔ اور ثابت قدم صابر کون ہیں۔ داخل نہیں کئے جاؤگے۔ اے ایمان والو جب تمہیں کسی جماعت سے مقابلہ ہو تو اپنی جمعیت اور وحدت بڑی ثابت قدمی سے قائم رکھو۔ اور اپنی ہمت اور کثرت پر بھروسہ مت کرو۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ اور اسی کو بہت یاد کرتے رہو۔ اسی طرح سے تم جیت جاؤگے اور جو حکم تم کو خدا اور اس کا رسول فرمائے اس کی اطاعت اپنا مقدم فرض سمجھو۔ اور سنو! اور غور کرو کہ آپس میں جھگڑے مت کرو۔ خدا کے لئے اپنے جھگڑوں کو ہمیشہ جلد دور باہم صلح کر لو۔ اور ایک ہو جاؤ۔ نہیں تو اسی نحوست میں کام کرنے کے لائق نہ رہوگے۔ تمہارے قویٰ ضعیف اور سست ہو جائیں گے اور تمہاری عزت اور وقعت اور آبرو اور اعتبار سب جاتے رہیں گے پس چوکنے ہو کر ثابت قدم رہو۔ کیونکہ ثابت قدموں کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ ظالموں اور حق تلفی کرنیوالوں کی مجالس کے رکن مت بنو۔ اور نہ ان کے یار بنو۔ بلکہ ان کی طرف جھکو بھی مت۔ اگر ایسا کروگے۔ تو جس آگ سے وہ نہیں کہانے وہ تم کو بھی لگیگی خدا کے سوا تمہارا کون دوست ہو سکتا ہے۔ اگر تم باز نہیں آؤگے تو خدا کی طرف سے تمہیں نصرت نہیں دی جائیگی۔ اگر رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا۔ لیکن مشیت ایزدی یہی ہے۔ کہ جن لوگوں پر خدا نے رحم کر کے ان کو نور معرفت اور فہم ہدایت بخشا ہے۔ ان کے سوا یہ لوگ ہمیشہ اختلاف میں رہیں۔ یہ لوگ اسی لئے پیدا ہوئے۔ خدا کی بات پوری ہوئی کہ جہنم کو ان لوگوں اور جنوں سے بھر دیگا۔

[illegible] غور کرو۔ نماز اور حج اور [illegible] ہے اس کا فرض سمجھے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح [illegible] درجہ کا حکم اور [illegible] ہے کہ ایک سچی اور [illegible] نمازوں میں جماعت اور جمعہ

اور کبھی اُدھر حج میں جماعت اور یک رنگی اور زکوٰۃ میں اغنیاء سے اموال لے کر فقراء کو دینا اور ان کی حیثیت کی شناخت کرنا اور روزہ رکھکر بھوک پیاس اور ہر شے کے وجود ہوتے ہوئے ان کے استعمال کی قدرت کو اپنے پر بند کر کے خدا کی رضا کی راہوں پر چلنے کے لئے اپنے آپ کو قربان کرنا وغیرہ ایسے امور ہیں جن سے وحدت کی ترغیب اور تعلیم پھوٹ پھوٹ کر باہر نکل رہی ہے۔

غرض کہ مامور کی علت غائی ایک یکدل پاک صاف فہمیدہ جماعت بنانا ہے۔ اس مقدسون کے سردار محمد مصطفیٰ علیہ الف الف تحیۃ نے بھی ایک جماعت بنائی تھی۔ اور جیسے ہمارے امام آن حضور کا بروز ہیں۔ ہم کو بھی

آخرین منھم لما یلحقوا بھم

نے حوصلہ دے رکھا ہے۔ کہ ہم ان کے بروز بننے کے امیدوار۔ لیکن کیا ہماری امید اس طرح بر آسکتی ہے جس طرح ہم کام کر رہے ہیں کیا ہی دین پروری ہے۔ کہ کل اسی مسجد میں ہم نے بڑے جوش و خروش سے ایک انجمن بنائی۔ عہدہ داروں کا انتخاب کیا۔ قواعد بنانے کے لئے سب کمیٹی تجویز کی۔ اور زبانی طور پر ہر ایک اسے پورا کیا۔ لیکن وہ کمیٹی کہاں ہے۔ اس نے کیا کیا ہے۔ اور کیوں نہیں کچھ کیا۔

کیا کوئی خاص عہدہ دار اس کا ذمہ دار ہے ؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ آپ سب لوگ اس کے ذمہ دار ہیں اے مکرمو! اے بزرگو!! اے احمد کے پیارو !!! اے محمدؐ کے متبعو! اٹھو۔ اب ہی وقت ہے۔ کچھ کر دکھاؤ گے۔ تو اپنا ہی کچھ سنوارو گے ورنہ سے

قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

یاد رکھو۔ دیکھو تم نے مامور کو دیکھا ہے۔ پہچانا ہے۔ خویش و اقارب اور قوم اور برادری کو اس کی خاطر چھوڑا ہے اب سچ اور پیت کا دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری نسبت بھی حضور سرور کائنات کو خدا کے حضور شکایت کرنی پڑے کہ یارب ان قومی اتخذوا ھذا القران مھجورا یہی وحدت اور قومیت ہے۔ جس کے لئے امام اس اہتمام سے نازل ہوا ہے۔

میں نے سنا ہے۔ کہ آٹے کے متعلق جو کارروائی اس مسجد میں ایک پچھلے ہفتہ میں ہوئی تھی۔ اس سے بعض احباب دل برداشتہ ہوگئے ہیں۔ اے کام کرنیوالے معزز بزرگو! اختلاف آرا ہوا کرتا ہے۔ تجاویز نامنظور ہوا کرتی ہیں۔ قوم سخت سست بھی کہا کرتی ہے۔ مگر یہ کوئی بات نہیں کہ ثابت قدمی سے ایثار۔ اور اخلاص سے [illegible] عزیمت سے کام کرنیوالوں کے حوصلے پست [illegible] ہماں ہمتوں کا دائرہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے [illegible]

جو پہلے ہی بڑھاؤ مخالفت اس لئے نہیں ہوئی تھی کہ کام ہی بند ہو جاوے۔ اور سلسلہ انجمن ہی درہم برہم ہو جاوے آپ لوگوں نے تو بہت کچھ دیکھا ہے۔ لیکن جتنا آگے دیکھنا ہے۔ اتنا نہیں۔ اگر کوئی رنج کسی کی طرف سے ہے تو وہ معاف کر دیں۔ اور کام کو اسی قوت سے ہاتھ میں لیں جس کے ساتھ انجمن قائم کی تھی۔

اے اس تجویز کی مخالفت کرنیوالو! سنو! اسلام کو اس وقت ضرورت ہے۔ کس کی ؟ مال کی جان کی۔ کیا ایک مٹھی آٹا بھی دینا تم کو گوارا نہیں۔ اب تو دین تمہارے دروازوں پر فقیر بن کر آتا ہے۔ کیا اس کی یہی قدر ہے۔ کہ ایک مٹھی آٹے سے ہی جھگڑاتے ہو۔ اور طرح طرح کے حیلوں سے بات کو ٹالنا چاہتے ہو۔ یہ باتیں ہونے اور کام چلنے دو۔ یہ مت کہنا کہ میری بات ختم ہوگئی ہے۔ ابھی بہت کچھ کہنا ہے۔ مگر وہ پھر کبھی

---

## اشاعت اسلام اور ریویو آف ریلیجنز

اخویم مفتی محمد صادق صاحب سلمکم ربکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اخی مکرم خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ کا خط الحکم مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۶ء میں میری نظر سے گذرا میرے صلح پسند بھائی نے بہت کوشش کی ہے کہ فیصلہ طے ہو جاوے۔ اور انہوں نے اپنی جماعت کے بھائیوں کی دلداری میں بھی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا ہے۔ مجھے خوب معلوم ہے خواجہ کمال الدین اس دل و دماغ کا انسان ہے۔ کہ اس کے دل میں نفرت۔ رنج رنجش کے لئے جگہ ہی نہیں ہے۔ خدا نے اسے صلح اور محبت کا وکیل بنا کر دنیا میں بھیجا ہے لیکن ان تمام امور پر کامل غور کرنے کے بعد بھی میں طیار نہیں ہوں۔ کہ بحیثیت احمدی ہونے کے اس رائے کو مان لوں۔ جب تک خود حضرت امام علیہ السلام قطعی منظوری نہ دیں۔ ریویو ہمارا پرچہ ہے۔ ہم خدا کے دین کے انصار ہیں۔ ہماری جانیں۔ و [illegible] اس کام کے لئے حاضر ہیں۔ اگر ہمارے [illegible] بھائی محمد علی صاحب نے اشاعت کے لئے [illegible] تیار کرلی ہیں اور وہ ایسی [illegible] ہیں کہ ان کو چھپا ہوا دیکھنے سے مایوسی ہو چکی ہو [illegible] برداشت نہیں کر سکتی۔ [illegible] دو چار میں کریں۔ [illegible] اور صورتیں [illegible] کہ ہم ریویو کے ذریعہ سے اس اسلام کو [illegible] کے اصولوں کو انسانی [illegible] تسلیم کیا جاوے

ہم اس اسلام کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جو زندہ مذہب ہے اور جس کا زندہ رشتہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اصولی بحثیں اخلاق کے متعلق بہت ہو چکی ہیں۔ آسمانی کتب کے مفہوم سمجھنے کے لئے دنیا کی عقلیں ہمیشہ کوشش کرتی ہیں۔ اور کبھی متفق نہیں ہوتیں۔ آخر اسلام کی اشاعت سے ایمان کا دنیا میں قائم کرنا ہی تو مراد ہے یا کچھ اور۔ کیا ایمان۔ طلاق و ازدواج۔ غلامی۔ اخلاق فاضلہ۔ سود شراب۔ زنا اور ایسے ہی اور اخلاقی و تمدنی تعلیم سے قائم ہو سکتا ہے ؟ یہ مانا کہ ایسی تعلیم کسی اور مذہب میں نہ ہو۔ اور یہ بھی مان لیا کہ دنیا اس مقابلہ میں اسلامی اصولوں کو قبول کر لے۔ اور عملدرآمد بھی کرنے لگے۔ تو کیا خدا پر ایمان قائم ہو جائیگا۔ جو اصل مقصود تعلیم محمدی اور اسلام کا ہے۔ ہرگز نہیں۔ قرآن شریف کو آسمانی کتاب ماننے اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی و پیغمبر ماننے سے کیا ایمان قائم ہو سکتا ہے ؟ کیا موجودہ نسل مسلمانوں کی ان امور میں متفق نہیں ہے ؟ تو کیا پھر وہ سب کے سب آسمان پر مومن سمجھے جاتے ہیں ؟ اگر یہ سب باتیں ہیں۔ تو پھر مصلح کی ضرورت کیا اور تقویٰ کے لئے ماموروں کی کیا حاجت ؟ اصل یہ ہے۔ کہ ایمان جب ایمان کہلاتا ہے اور اثر خیز ہوتا ہے۔ جب باری تعالیٰ کی ہستی پاک پر جو نہاں در نہاں پردوں میں ہے۔ ایسا یقین ہو جیسا کہ موجودات مشہودات پر بلکہ میں کہتا ہوں کہ مشہودات موجودات سے زیادہ یقین کی ضرورت تکمیل ایمان کے لئے ہے۔ کیونکہ ہم سم الفار اور آگ کے تیز اثروں سے بخوبی واقف ہونے پر بھی ان سے بعض وقت نہیں بچتے۔ اور قصداً ہلاکت میں پڑتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر ایمان ہوتے ہوئے قصداً ہلاکت کی راہوں میں انسان نہیں پڑتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر اس درجہ یقین ہو۔ کہ کسی طرح بھی ہم معصیت کے قریب نہ جا سکیں چاہے ہم کتنا ہی چاہیں۔ یا ہم کسی طرح کسی تحریک کسی جوش سے کبھی اس قدر مغلوب نہ ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کے خوف سے بے خوف ہو جائیں۔ ایسے یقین اور اطمینان کے لئے مجدد کسی مذہب کے اصولوں کی خوبی نسبتاً یا تکمیل قانون مذہب یا سہولت عملدرآمد کی یا مطابقت اصول مذہب و قانون فطرت کافی نہیں ہے۔ نہیں ہوئی۔ نہیں ہوگی۔ نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن شریف میں اپنے جلال و عظمت اپنے شہنشاہی کے ثبوت میں جو کچھ فرماتا ہے۔ وہ یہ ہے

یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض

الملک القدوس العزیز الحکیم (دعوے)

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم

**یتلو علیھم اٰیٰتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ** ۔ (ثبوت)

یہ مانی ہوئی بات ہے۔ کہ بادشاہ بغیر لوازمات شاہی کے بادشاہ نہیں مانا جاسکتا۔ پس مامور۔ مرسل۔ نبی۔ ولی یہی وہ مقدس ذاتیں ہوتی ہیں۔ کہ خدا کے نشانات جن کے ذریعہ سے دنیا کو پہنچتے ہیں۔ اور ان نشانوں کو زمانہ کے حالت سے مطابقت کراکر۔ زمانہ کے اعمال کا نتیجہ ثابت کرکے مامورین اللہ تزکیہ نفوس کرتے ہیں۔ اور ایمان کی تخم ریزی کرتے ہیں۔ پھر اعمال صالحہ سے جو الکتاب کی تعلیم سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ نیکی اور طرح اس ایمانی کشت زار کی آبیاری ہوتی ہے۔ تب وہ کشت زار الحکمۃ کے انمول پھل لاتی ہے۔ اور ایسا انسان حکیم مانا جاتا ہے میں اپنے جماعت کے بھائیوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ ہم کو دنیا کے سامنے ناقص ادھورا اسلام پیش کرنا چاہیئے؟ یا کامل؟ ناقص تو وہ ہے جس میں صرف اصولاً خوبیاں اور ترقی کے مدارج زبانی ذریعہ معلوم ہوسکیں۔ کامل وہ ہے کہ ایسا علم ہونے پر عمل کی توفیق ہو۔ اور زندہ خدا کا قرب حاصل ہوسکے۔ اس کی زندگی کو ہم مشہودات سے زیادہ محسوس کرنے والوں میں ہوں۔ تا یقین پیدا ہو۔ اور وہ یقین ایک طرف بدیوں سے بیزار کردے۔ اور دوسری طرف نیکیوں سے آراستہ کرے۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ ریویو کی اشاعت ممالک غیر میں حضرت مسیح موعود کی وحیوں کے بغیر کرنا چاہیے۔ یا الہامات امام ربانی کے ساتھ؟ اسلام کی کامل صداقت تو جبھی ہوسکتی ہے جب ہم اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیوند ثابت کرسکیں ہندوستان تو ایشیا میں اور یورپ میں اور دیگر ممالک میں مسلمان معہ اپنی کتاب کے موجود ہیں۔ پھر کیا ان کی موجودگی اشاعت کے لئے کچھ کرسکی؟ کچھ نہیں۔ قرآن شریف کا افسانہ کی حد سے گذر کر ایک پُرتاثیر نسخہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مزکی موجود ہو۔ اس کی شناخت ہو۔ اور اس کے فیضان صحبت اور اس کے ذریعہ پہنچے ہوئے نشانات آسمانی سے تزکیہ ہو اور ایمان اس طرح قائم ہو۔ اب کیا احمدی جماعت اسے پسند کرتی ہے۔ کہ حضرت اقدس کی پیشین گوئیاں ریویو سے علیحدہ کرکے ریویو کو دنیا میں پھیلایا جاوے؟ اس کا جواب جماعت احمدیہ کا مامور من اللہ کی مرضی پر چھوڑنا چاہیئے۔ کلیا میں گوڑہ پھوڑنے سے کیا سود۔ احمدی پبلک کی رائے اگر نہیں لینا منظور ہے تو حکم امام ربانی لینا چاہیئے۔ اگر امام اقدس ایسا حکم دیویں۔ تو بے شک ہمیں فرض ہے کہ ہم تعمیل کریں یہ زلزلہ کی پیش گوئیاں جو آج تک ریویو میں شائع ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں کیا اسلام کو زندہ نہیں ثابت کرتیں۔ کیا ہندوستان میں ذریعہ امریکہ کے ہیبت ناک زلزلے مصدق نہیں ہوئے اور اسلام کی بابرکت تاثیرات نے ان دلوں میں جو غور وفکر کے عادی ہیں جگہ نہ کی ہوگی جبکہ مہینوں بلکہ سالہا سال پہلے سے ایک خدا کا مرسل اللہ تعالیٰ کے حضور سے خبریں پاکر دنیا کو ڈرا رہا ہے اور پھر جو کہتا ہے وہ پورا ہو رہا ہے۔ ایسی صورت میں اسلام بھلا معلوم ہوتا ہے یا مل منسل۔ مرجارج ہملٹن بیکن کے فلسفہ کی طرح ہم قرآنی تعلیم کو پیش کریں۔ تا فلسفی دماغ والے وہ بھی بعض افراد غور کرلو والے سمجھیں۔ یا سمجھ سکیں۔ باقی دنیا ایسے ہی ناآشنا رہتے جیسے آج تک ہے۔ یا یہ عمدہ ہے؟ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ہم ناخنوں سے کیوں کر گوشت کو جدا کرسکتے ہیں۔ فرض کیا جاوے۔ کہ ریویو اس طور پر نکلے۔ کہ جس طرح وطن کے ایڈیٹر کی خواہش ہے یا ہمارے بھائی کمال الدین صاحب کی تجویز ہے تو کیا ہوگا؟ اسلام پھیلیگا۔ لوگ مسلمان ہوں گے۔ پھر مسلمان ہو کر کیا کریں گے۔ وہی جو موجودہ مردہ گروہ اسلام کا کر رہا ہے۔ ایسے گروہ کے پھیلنے سے اسلام اور خدا کا دین کیونکر پھیلے گا۔ ہم تو صحابہ محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے انسان و مسلمان دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہی مفہوم اسلام ہے۔ اس کا کیا ذریعہ ہوگا۔ صابون مصالحے لگا کر کسی تالاب میں کپڑے کو ڈالدو۔ چیتھڑے ہونے تک پڑا رہ کر گل تو جائے گا۔ مگر صاف نہ ہوگا۔ صاف کرنے کے لئے غسال کی ضرورت ہے۔ جب مزکی کے ذکر کو آپ اس حصہ سے علیحدہ رکھنا چاہتے ہیں۔ جو بلاد غیر میں جاویگا۔ تو پھر کیا فایدہ اسلام کو پہنچا؟ مرزا صاحب مدظلہ کے دعوے اور ان کے ثبوت اس کی بابت اور باتیں نہ کالیئے۔ مگر پچھلا حصہ جس میں آسمانی وحی ہوتی ہے۔ وہ کیوں کر ریویو سے علیحدہ کیا جاسکتا ہے اور اگر وہ الگ کرتے ہیں۔ تو پھر آپ دعوت کس چیز کی دیتے ہیں۔ اور اس چیز میں بجز ایک خوبی کے دوسری خوبی صداقت یا پُرتاثیر ہونے کی نہ ہوگی۔ تو اس کی کشش ہی کیا ہوگی۔ دل کھینچنے والی چیز تو صداقت ہے۔ اس کا ثبوت تو آپ غائب ہی کئے دیتے ہیں پھر رہیگا کیا۔

اس سادگی پہ کون نہ مٹ جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ میرے بھائی خواجہ کمال الدین صاحب اس پر غور کریں گے۔ اور پبلک احمدی کی تسکین کے لئے کچھ مزید تجویز سوچیں۔ ورنہ یہ ظلم ہے۔ کہ ہم سے توقع کی جائے۔ کہ ہم اپنے آقا سے دور رہ کر خوش رہ سکیں۔ ۲۵ سال سے ہم کو وابستگی سکھائی جا رہی ہے۔ اب ہم سے کہا جاتا ہے۔ دور باش۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ موت زیادہ اچھی ہے۔ اس سے کہ ہم مسیح موعود کے ذکر کو اپنے سے دور کردیں۔ رہا ضمیمہ ہمارے آنسو پوچھنے کے لئے لگا لیتے۔ ورنہ اس سے فایدہ ہی کیا۔ ریویو کی ہستی سے پہلے الحکم حضرت اقدس کی وحیوں اور تقریروں کو لکھتا چلا آتا ہے بدر موجود ہے۔ خود حضرت کی تصانیف ہیں۔ ہم کو ضمیمہ ریویو کی ضرورت ہی کیا ہے۔ فضول قومی روپیہ برباد ہو۔

میں جملہ برادران سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ سوچ لیں۔ تب فیصلہ دیں۔ اگر آپ دو ہزار روپیہ ریویو کے ہم جاری کرانا چاہتے ہیں۔ تو منیجر ریویو ہم کو اطلاع دیں۔ کہ وہ کہاں بھیجیں گے۔ کیا جنگلوں میں بھیجیں گے۔ اشاعت کی ترقی بتدریج ہوتی ہے۔ مزید ترقی کے لئے کیا جماعت احمدی ایسی بے غیرت ہے۔ کہ دولت کو قبروں سے نیلے گی۔ اس کام میں سرف نہ کرے گی۔

الراقم

ذوالفقار علی خان انسپکٹر ۔ از میرٹھ

---

## ریویو
## رسالہ تشحیذ الاذہان

اس رسالہ جدیدہ کا اشتہار اخبار بدر میں احباب کئی ہفتہ سے پڑھ رہے ہیں۔ اس رسالہ کا پہلا نمبر یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو شائع ہوگیا ہے۔ یہ رسالہ اول سے آخر تک دلچسپ اور قابل مطالعہ ہے۔ مگر سب سے زیادہ کم یاب اور بیش قیمت حصہ اس رسالہ کا ہے۔ جو اس کے سب سے آخری صفحوں میں درج کیا گیا ہے۔ یعنی حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ نصائح جو آپ گھر میں عورتوں کو دیا کرتے ہیں اس ڈائری کو صرف اسی رسالہ کا لائق اور قابل عزت ایڈیٹر نباہ سکتا ہے۔ اور دوسرے کا کام نہیں۔ اس رسالہ میں اگر دوسری کوئی مفید بات بھی نہ ہوتی۔ تب بھی ان دو صفحوں کی خاطر یہ رسالہ اس قابل ہے۔ کہ اس کو سر آنکھوں پر رکھ لیا جاوے۔ لیکن اس کے سوائے دوسرے مضامین بھی مفید اور دلچسپ ہیں۔ قیمت صرف ۱۲ؔ ہے۔ اور رسالہ سال میں چار دفعہ نکلے گا۔ بہتر ہوتا کہ یہ رسالہ ماہواری ہوتا۔ عربی سیکھنے کے آسان فقرات کے واسطے بھی اس میں دو صفحے رکھے گئے ہیں۔ اور وہ فقرات خود حضرت مسیح کی تصنیفات میں۔ میرے پاس یہ رسالہ ریویو کے واسطے آیا ہے۔ مگر بجائے کسی ریویو کے اس کے متعلق اتنا کہہ دینا کافی ہے۔ کہ اس کے ایڈیٹر صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب ہیں۔

# تصدیق بالرؤیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب برخیار مفتی صاحب ایڈیٹر بدر۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عرض یہ ہے کہ میں نے ایک رویا دیکھی تھی۔ مگر میں نے اوائل میں مشہور نہ کیا تھا۔ جیسا کہ دیہاتی ملاؤں اور مشائخ کا خیال ہے۔ کہ خوابوں کو پوشیدہ رکھنا ثواب ہے۔ اور ظاہر کرنے میں ناکامی ہے۔ اس لئے میں نے خواب کو پوشیدہ رکھا۔ پھر جب کہ میں بیعت کرنے پر طیار ہوا تو خواب کو بیان کر دیا۔ مگر کسی اخبار میں مشتہر نہ کرا سکا۔ ایک دن احباب کی مجلس میں ہر ایک بھائی اپنی اپنی سرگذشت بیان کر رہے تھے۔ کہ کس کس نے کیا کیا نشان حضرت اقدس کا دیکھا۔ میں نے بھی اپنی خواب کا حال کہہ سنایا۔ اس وقت ایک بھائی نے کہا کہ یہ خواب تو گواہی تھی۔ اور ایسی گواہی کو پوشیدہ رکھنا بڑا گناہ ہے۔ تم نے کیوں اس کو مشتہر نہ کرایا۔ اب آپ کی خدمت میں بغرض تشہیر بھیجی جاتی ہے۔ براہ مہربانی اپنے اخبار گوہر بار میں مشتہر کر کے ممنون فرماویں۔ (خواب) تخمیناً چار سال کا عرصہ گذرا ہے۔ کہ اس سے پہلے میں گلہ بانی کرتا تھا اور گاؤں سے باہر اپنے مویشیوں کے ساتھ دن رہتا تھا۔ میرے دل میں شوق ہوا کہ کچھ تعلیم حاصل کروں۔ اس غرض سے موقعہ پا کر میں تعلیم یافتہ آدمیوں کی مجلس میں آنا شروع کیا۔ اور قاعدہ اردو بھی شروع کیا۔ اسی غرض سے میں مولوی محمد یٰسین صاحب کے پاس بھی آیا کرتا تھا۔ وہ میرے سامنے حضرت اقدس کی نسبت گفتگو کرتے رہتے تھے۔ اس طرح جس شخص سے بن پڑے۔ میں قاعدہ کا سبق حاصل کر کے بدستور باہر چلا جاتا۔ ایک دن مولوی صاحب محمد یٰسین نے ایک پرچہ اخبار کا مجھے دیا۔ اس کا مطالعہ کیا کرو۔ تا کہ کچھ عبارت ہو جاوے۔ اس وقت میں بعض حروف بھی پہچان نہ سکتا تھا۔ انہیں ایام میں جب کہ گاؤں سے باہر مویشی خانہ میں رات کو تھا۔ تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ جو کہ میری اپنی زمین کے پاس ایک خشک نالہ ہے۔ اس وقت وہ دریا کی طرح بہ رہا ہے۔ ایک شخص مسمی عبد اللہ نے مجھے کہا ہے۔ کہ جس شخص کو تم مرزا صاحب کہتے ہو۔ وہ فلاں جگہ بیٹھا ہوا ہے۔ میں اس سے دریافت کر کے ان کے پاس گیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ سید مرزا شاہ ہے جو کہ ہمارے گاؤں کا باشندہ ہے۔ میں نے واپس آ کر مسمی عبد اللہ کو کہا کہ وہ تو مرزا شاہ سید ہے۔ مرزا صاحب تو نہیں۔ اس نے قسم اٹھائی کہ وہی مرزا ہے۔ میں پھر دوبارہ گیا اور غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ مرزا شاہ نہیں کوئی اور شخص ہے۔ میں [illegible] کی آہٹ کی تا کہ میری طرف متوجہ ہو دیں۔ پس انہوں نے میری طرف دیکھا [illegible] اس بزرگ کا [illegible] جب آ گیا۔ میں نے السلام علیکم عرض کیا اور دریافت کیا [illegible] انہوں نے جواب [illegible] پھر میں نے دیکھا کہ ان کی بغل میں ایک کتاب ہے۔ میں نے اس کتاب کا نام پوچھا انہوں نے فرمایا کہ اس کتاب کا نام انشاء [illegible] ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ آپ تو بڑے عالم معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کتاب انشاء کس لئے رکھی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ کسی شخص کو دوں گا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے بہت شوق ہے یہ کتاب مجھے ہی دیجئے۔ پھر انہوں نے جواب دیا کہ تم اس کتاب کو پڑھ نہیں سکتے۔ میں دوبارہ سہ بارہ طالب کتاب کا ہوا۔ پس انہوں نے کتاب مجھے دیدی اور کہا کہ اس کو پڑھو اگر پڑھ سکتے ہو تو لے لو۔ میں نے کتاب لیکر پڑھنا شروع کیا اور ایک صفحہ کے قریب پڑھ کر سنائی اور معلوم ہوا کہ وہ کتاب انشاء کاغذات کارروائی عدالت بخط شکستہ ہے۔ میں کتاب لیکر روانہ ہوا۔ دو چار قدم چلا تھا کہ انہوں نے پھر مجھے آواز دی اور بلا لیا کہ آؤ یہ کتاب میں تمہیں پڑھا دوں کیونکہ ملاں لوگ تم سے مخالف ہوں گے اور تم کو نہ پڑھائیں گے۔ پس میں واپس ان کے پاس گیا۔ تو قریباً ایک گھنٹہ کے عرصہ میں مجھے کتاب انہوں نے ختم کرا دی۔ پھر ایک مٹی کی ڈولی جو کہ ان کے پاس پڑی تھی۔ انہوں نے اٹھا کر مجھے دی کہ جاؤ اس دریا کے وسط سے بھر لاؤ۔ مگر درنامت تو ہرگز نہیں ڈوبے گا۔ پس میں گیا اور دریا کی عین وسط سے پانی بھر لایا۔ اگرچہ [illegible] معلوم نہ ہوتا تھا اس وقت سورج عصر کے مقام پر تھا۔ انہوں نے پانی کا برتن مجھ سے لے لیا اور برتن مذکور کو سورج کے مقابل کر کے دیکھا۔ پھر فرمایا اب اس کو پی لو میں نے کہا کہ آپ پی لیں میں اور لا دوں گا۔ پھر فرمایا کہ نہیں تم پی لو۔ میں سارا پانی پی گیا۔ پس انہوں نے فرمایا۔ اب جاؤ میں چلا آیا۔ اور اپنی چادر جوتی و ڈولی مذکورہ اور مویشی لے کر اسی دریا سے گذرا اور کنارے پر پہنچ کر اپنے کپڑوں کو نچوڑنے کی غرض سے پکڑا مگر کپڑے بالکل خشک پائے دار معلوم ہوئے تو انہوں نے مسکرا کر کہا ابھی اس کو یقین نہیں آیا۔ حالانکہ میں اس کو کہہ چکا تھا کہ تم خشک گذر جاؤ گے۔ مگر پھر بھی کپڑے نچوڑتا ہے۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو گاؤں میں آیا اور کتاب کارروائی عدالت پڑھی جس طرح کہ میں نے رویا میں پڑھی تھی اسی طرح اس کو پڑھ دیا کوئی سوچ و رکاوٹ کی حاجت نہ ہوئی۔ پھر اخبار بھی صاف طور پر پڑھنے کی لیاقت اسی دن سے ہو گئی۔ جن لوگوں کو میری حالت اور لیاقت اور عبارت خوانی معلوم تھی وہ مجھ سے دریافت کرنے لگے کہ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایسی جلدی عبارت پڑھنے کی تجھے لیاقت ہو گئی مگر میں نے حال نہ بتایا۔ بعد چندے مولوی محمد یٰسین صاحب کو کسی تقریب پر میں نے خواب سنا دیا۔ تو انہوں نے یعنی مولوی محمد یٰسین صاحب نے کہا کہ جس شخص نے تجھے خواب میں تعلیم کی ہے اگر وہ سامنے کرے تو تم شناخت کر سکو گے۔ میں نے کہا کہ مجھے خوب یاد ہے۔ تب انہوں نے مجھے ایک کاپی دکھائی جس پر تین تصویریں عکسی تھیں۔ کہ ان میں سے کس تصویر کے ساتھ وہ شکل ملتی ہے۔ میں نے ہشیار حضرت صاحب کی تصویر پر نشان دیا۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ تو ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر ہے۔ پس میں نے اول بذریعہ خط بیعت کی۔ اور پھر جب دار الامان پہنچا۔ تو حضرت اقدس کا چہرہ مبارک دیکھ کر شناخت کر کے خداوند کریم کا شکر بجا لایا۔ اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ اب میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ اس خواب کی تعبیر ظاہر ہے لیکن یہ جو درمیانی باتیں اس خواب میں سوال و جواب اور سورج دریا وغیرہ کا ذکر ہے میں۔ ان کا کیا مطلب ہو گا۔ اگر گنجائش ہو تو وہ بھی درج اخبار فرماویں۔ امید ہے کہ فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔ فقط۔

# ایک غلطی کی اصلاح

گذشتہ جمعہ کے اخبار میں محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی کی بھیجی ہوئی ایک نظم بنام "درپیدا شود" شائع ہوئی تھی۔ جہاں تک ہماری تحقیقات کا دائرہ پھیلتا ہے۔ اس نظم پر غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظم الہامی نہیں کسی شاعر کی طبع زاد ہے۔ اور [illegible] دنیوی [illegible] ایک بزرگ کامل سے منسوب کر رکھا ہے۔ ہر ایک پہلو پر غور کرنے سے یہ نظم الہامی ثابت نہیں ہوتی۔ اصول [illegible] و بلاغت سے بہت گری ہوئی ہے۔ اور اس کی تفصیل [illegible] اور اکثر تاریخی واقعات سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے [illegible] نہ تو الہامی امور سے مس اور پیشگوئیوں کے علم سے آگاہی تھی [illegible] تاریخیں میں تو غلط اور واقعات میں خلاف حقیقت [illegible] اس کا الہامی ہونا [illegible] نہیں ہو سکتا۔ [illegible] قدر کثرت اور تواتر سے اسلامی لٹریچر میں موجود ہیں کہ کسی شعر کا ان کو اپنی نظم و نثر میں درج کر لینا ہی صرف اس کی تصنیف کے الہامی ہونے پر دلیل نہیں ہو سکتی جب تک کہ دوسرے قرائن اور شہادات [illegible] گواہی نہ دیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ یہ جیسے با وقعت [illegible] نظم غلطی سے شائع ہو گئی۔
والسلام۔ خاکسار معراج الدین عمر احمدی۔

اس نظم کے متعلق اور بھی بعض دوستوں نے [illegible] کی ہے کہ یہ کیوں درج اخبار کی گئی ہے۔ میں نے اس کو درج کرتے ہی خود لکھ دیا تھا کہ صحیح اور اصلی نہیں ہے۔ بعض ناظرین نے یہ خیال کیا ہے کہ چونکہ اس نظم کے اخیر میں مسیح موعود کے ظہور کا سنہ دیا ہے اور وہ سنہ درست نکلا [illegible] شاید [illegible] الہامی سمجھ لیا ہے لیکن یہ بات درست نہیں میں پہلے لکھ چکا ہوں یہ نظم اول سے آخر تک ایک لفظ بھی [illegible] کی تصنیف نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میاں معراج الدین صاحب نے لکھا ہے کسی شاعر کی طبع زاد ہے [illegible] شاعر بھی غالباً تیرھویں صدی عیسوی کے [illegible] اس واسطے اس نظم کو درج کیا تھا وہ غرض جیسا کہ میں نے اس وقت بھی بیان کی تھی یہ ہے کہ مسیح موعود و مہدی معہود کی تیرھویں صدی کے آخر میں ظاہر ہونے کے متعلق علماء کی ظاہرا و باطن میں اس قدر یقین قائم ہو چکا ہوا تھا اور جمہور اسلام میں یہ تاریخ مہدی کے ظہور کی اس زور و شور کے ساتھ مشہور ہو چکی تھی اور تمام مسلمین میں یہ بات [illegible] زبان زد خلائق ہو چکی تھی کہ ہر ایک مصنف اور مولف جو اس مضمون کو لیتا وہ اس تاریخ کو پورے وثوق کے ساتھ اپنی تصنیف میں درج کرتا۔ اس تاریخ کا درست آنا اس نظم کا الہامی ہونا ثابت نہیں کر سکتا لیکن اس نظم کا جعلی ثابت ہونا اور بھی اس امر کی وقعت کو بڑھاتا ہے کہ گذشتہ اولیاء اللہ نے مہدی کے ظہور کا جو وقت مقرر کیا تھا وہ اس قدر مشہور ہو چکا تھا کہ ایک جعلساز نے بھی اپنے زمانہ میں اس سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ (ایڈیٹر)

# ثناء اللہ نے اپنا فیصلہ آپ ہی کر دیا

## لیجئے راز بھی افشا ہو گیا

اپنا فیصلہ آپ کرنے سے کوئی یہ نہ سمجھے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے خودکشی کر لی ہے۔ یہ ہمارا منشا نہیں اور نہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ وہ کبھی ایسا کریں۔ کیونکہ وہ تو ایک نہایت ضروری کام میں مصروف ہیں اور وہ کام اشاعت سلسلہ حقہ کا ہے۔ گو مخالفانہ رنگ میں ہی ہو۔ کیونکہ ابتدا سے یہ قاعدہ چلا آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے مرسلین کے وقت دو گروہ فوراً ہو جاتے ہیں۔ جو سعید ہوتے ہیں۔ وہ اس مرسل کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس کی تائید کرتے ہیں۔ اور اس پر ایمان لاکر اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیتے ہیں اور جو شقی ہوتے ہیں۔ وہ چونکہ اپنے شامت اعمال کے سبب اس لائق نہیں ہوتے۔ کہ خدا کے مرسل کے اصحاب اور ناصرین میں شامل کئے جائیں۔ اس واسطے ان کو اس کام میں لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنا وقت اور محنت اور زر خرچ کرکے اس تبلیغ کی مخالفت میں شور مچائیں۔ اور جس نے نہیں سنا۔ اس کو بھی سنائیں۔ اور جس کے کان تک تبلیغ نہیں پہنچی۔ اس کے کان تک بھی پہنچائیں۔ اگرچہ اس خدمت میں اعلیٰ درجہ کا حصہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے استاد الکل مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی متوفی اور پھر مولوی اسماعیل صاحب علی گڑھی اور مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری لے چکے ہیں۔ جنھوں نے اس راہ میں اپنی جان بھی دے کر سلسلہ حقہ احمدیہ کی تصدیق میں ایک نشان پیدا کیا۔ اور غزنوی صاحبان اور پیر مہر علیشاہ صاحب وغیرہ وغیرہ ہیں۔ مگر ان میں سے بعض بیچارے مر کھپ گئے ہیں۔ اور بعض تھک کر رہ گئے۔ اس واسطے اب ان کی جگہ چند ایسے لوگوں نے لی رکھی ہے۔ جن کی وہ مثال ہے۔ کہ بلی کے پیچھے چوہے کی سلطنت۔ اور انہی بیچاروں میں ایک مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی ہیں۔ سو فیصلہ سے مراد اس جگہ یہ ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے پوری صفائی کے ساتھ اپنی ایک ایسی کارروائی کا بذریعہ اپنے اخبار کے اقرار کیا ہے جس سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ آج کل اہل حدیث کا درجہ دیانت و تقویٰ کہاں تک بڑھا ہوا ہے۔ اور الفاظ اسلام۔ اور اہل حدیث کے ان لوگوں کے نزدیک کیا معنے ہیں۔ اور یہ لوگ علماء کے گدی نشین ہو کر علم دین کو کس طرح بدنام کر رہے ہیں۔ گو مولوی ثناء اللہ صاحب کے واسطے یہ کارروائی کوئی نئی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ سے ایسے ہی کام کرنے کے عادی ہیں۔ اور نوجوان اہل حدیث نے [illegible] کے پالیسی باز رنگ کی طرح اسلام کو بھی ایک پالیسی باز اور پولیٹیکس کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ تاہم یہ کارروائی اس کی پہلی کارروائیوں سے کچھ بڑھ کر ہے۔

**ناظرین** کو یاد ہوگا۔ کہ دسمبر کے جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ایک تقریر میں احمدی اور غیر احمدی میں فرق بتلایا تھا۔ اور اس تقریر کو ان الفاظ سے آپ نے شروع کیا تھا۔

”کل میں نے سنا تھا۔ کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں۔ کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں۔ اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں ہیں۔ اور بس باقی عملی حالت مثلاً نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج وہی ہے۔ سو سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ بات صحیح نہیں“

یہ مضمون اخبار بدر مورخہ ۲۶۔ جنوری میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو پڑھ کر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اس دیانت اور امانت کے ساتھ جو آج کل کے مولویوں کا شیوہ ہے۔ مضمون کے شروع میں سے الفاظ ”کل میں نے سنا تھا۔ کہ ایک شخص نے کہا“۔ اور مضمون کے آخر میں سے ”سو سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ بات صحیح نہیں“ صاف اڑا دیا۔ اور درمیانی الفاظ لے کر ایک لمبا چوڑا مضمون لکھا اور پبلک کو ایک صریح دھوکا دیا۔ اور شور مچایا۔ کہ دیکھو مرزا صاحب نے اقرار کر لیا ہے۔ کہ ان کے اور ہمارے درمیان صرف مسئلہ وفات مسیح کا فرق ہے۔

جب اس پر میں نے اخبار ”بدر“ میں پھر مضمون لکھا اور مولوی صاحب موصوف کی خیانت صریح کو لوگوں پر ظاہر کیا تو پہلے تو آپ نے اخبار اہل حدیث میں یہ نوٹ لکھ مارا۔ کہ اس میں ایک راز ہے۔ جو پھر ظاہر ہوگا۔ یہ نوٹ لکھ کر کوئی تین چار ہفتہ تک تو آپ بغلیں جھانکتے رہے۔ کہ اب کیا کریں۔ ایسی بے ایمانی کی کالک کو کس طرح چھپائیں۔ مگر شکر ہے۔ کہ بہت سوچ بچار کے بعد اس سیاہی کو چھپانے کی آپ کو راہ مل گئی۔ مگر وہ راہ ایسی ہے۔ کہ کوئی ایک سیاہ داغ کو چھپانے کے واسطے سارے منہ پر ہی کالک مل لے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ”وہ ہم نے تسلیم کیا۔ کہ وہ قول جو مرزا صاحب کی طرف ہم نے نسبت کیا۔ وہ درحقیقت ان کا نہ تھا۔ مگر ان کی دیگر تصنیفات سے ثبوت بھی دیدیا“

ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا آپ نے پرچہ اہل حدیث میں دیگر تصنیفات کا حوالہ دیا تھا۔ یا خاص اس تقریر کا حوالہ دیا تھا۔ یہاں تک کہ اخبار کی تاریخ بھی لکھدی تھی۔ جس میں وہ چھپا تھا۔ اور اخبار بدر کے باقی الفاظ بھی بعینہ نقل کئے تھے۔

اور آپ فرماتے ہیں۔ کہ یہ کارروائی ہم نے اس واسطے کی کہ تا معلوم ہو جاوے۔ کہ بدر کا ایڈیٹر مرزا صاحب کا حکم مانتا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ اہل حدیث وغیرہ کو جواب مت دیا کرو۔ یہ عذر بھی آپ کا بدتر از گناہ ہے۔ دیکھئے اخبار اہل حدیث کی پیشانی پر کیا لکھا جاتا ہے۔

### ما اہل حدیثیم و دغا را نشناسیم
### صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست

شاید آپ کے نزدیک کسی کے کلام میں تحریف کرکے الٹے معنے کر لینے و دغا میں داخل نہیں۔ اور اخبار بدر کے ایڈیٹر کے ایمان کی تحقیقات کی آپ کو اتنی فکر ہوئی۔ کہ اس کے تابع فرمان مسیح موعود ہونے یا نہ ہونے کے واسطے آپ کے مذہب میں حیلہ و فن بھی جائز ہو گیا۔ اور ساتھ ہی صد شکر بھی قائم رہا۔

شاباش! ابو الوفا شاباش۔ پہلے تو اہل حدیث کے لیڈر اور ایڈوکیٹ مولوی محمد حسین صاحب تھے۔ مگر اب یہ لقب تجھ کو ملنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تجویز جو تجھ کو سوجھی ہے اور کسی کو نہ سوجھی تھی۔ کہ اخبار کے سرے پر لکھدے۔ کہ ہمارے مذہب میں دغا اور فن جائز نہیں۔ اور اخبار کے اندر اس کا نام ساز رکھ دے۔ پھر آپ بات کو ٹالنے کے واسطے اور بے شرمی کو دور کرنے کے واسطے مولوی غلام دستگیر اور اسماعیل علی گڑھی کے مرے ہوئے مردے اکھیڑنے لگے ہیں اور مجھے چیلنج کرتے ہیں۔ کہ یہ ثابت کرو۔ اور وہ ثابت کرو۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ بھلا اب ان باتوں سے کیا بنتا ہے۔

(باقی آئندہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

---

## مفصلہ ذیل کتب دفتر بدر سے مل سکتی ہیں



---

## درخواست دعا

جملہ برادران احمدی خاکسار کے لئے دعا فرماویں کہ خداوند کریم مجھے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی اطاعت کی توفیق دے اور روحانی ترقی عطا فرماوے۔ خاکسار محمد حسین کاتب اخبار بدر

بسم اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

# کفارہ

"امپرو دمنٹ ایرا" ایک انگریزی ماہواری رسالہ ہے جو عیسائیوں کی سرپرستی میں شہر سالٹ لیک اوتاہ سے شائع ہوتا ہے۔ گذشتہ مہینے کے پرچہ میں ایک پادری گرے کلارک نامی نے "کفارہ اور اس کی کیوں ضرورت ہوئی" کے عنوان سے ایک مضمون چھپایا ہے جس میں اس بات پر زور دیا ہے "کہ خدا کا قانون ایک اصول صداقت ہے۔ اور تمام اجزا اس سے یہ صداقت ترکیب پاتی ہے۔ خدا کے تصرف خالقیت سے باہر ہے۔ اگر وہ خود بھی اسی کے ماتحت ہے۔ اس لئے وہ اس کو بدلنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اور اس کو انسان کی خوشنودی اور بہبودی سے بڑی دلچسپی ہے اور انسان ہمیشہ خوش رہنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن خوشی کے بغیر قدردانی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور قدر اسی شے کی ہوتی ہے۔ جو قیمت ادا کرکے حاصل کی جائے۔ اور اس کے مقابل کی شے کا ذائقہ لیا جاوے [illegible] زندگی کی نعمت جات مستعارہ کا مزہ چکھنے سے ہوتی ہے۔ [illegible] قانون انتخاب کے ماتحت ہیں۔ اور آدم و حوا کے گناہ کرنے کی پاداش میں انسان کو قانون اخلاق کے ماتحت کیا گیا۔ ایک طرف تو یہ قانون نافرمانی کا نتیجہ بنایا۔ اور دوسری طرف باریک طور سے اس کو اس خوشی کے حاصل کرنے کی جڑھ قرار دیا۔ انصاف کا تقاضا یہی ہوا۔ کہ قانون کی نافرمانی کا فدیہ ادا کیا جاوے۔ اور تمام نوع میں سے مسیح نے اپنے تئیں اس فدیہ کے لئے پیش کیا۔ لیکن یہ فدیہ کیا تھا؟ یہ فدیہ موت تھی۔ اور کوئی گنہگار اس موت کو اختیار کرنے کے قابل نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔ کیونکہ ہر ایک تو ان میں اپنے ہی قرض میں دبا ہوا تھا۔ یسوع مسیح نے آپ اس فدیہ کو قبول کیا۔ اور اس سے نافرمانی کا اثر دور ہو گیا۔ اور معصومیت گناہ کا کفارہ ہو کر موت کی اس حالت کو جو ابدی زندگی تقاضا کرتی تھی دور کر دیا۔

اگرچہ وہ خدا کا بیٹا تھا لیکن اس نے مصیبت میں اطاعت کرنا سیکھا۔ اور اپنا آپ لوگوں کے لئے قربان کرنا سکھلایا۔ اور اس طرح کامل ہو کر ابدی نجات کا موجب بنا۔ اس کا یہ فعل اس بات کیلئے قابل قدر نہیں۔ کہ اس نے تو لوگوں کے لئے جان دی۔ کیونکہ ایسے تو اور بھی ہیں۔ بلکہ اس لئے قابل قدر ہے۔ کہ اس نے اپنی بے گناہ زندگی کو گنہگاروں کے لئے قربان کیا۔"

یہ ہے گرے کلارک کا مضمون۔ ہمیں افسوس آتا ہے کہ پادری صاحبان ابھی تک اس مکروہ مسئلہ کی تائید میں طرح طرح کی [illegible] نہ گرفتاران دام کو فریفتہ کرنے سے [illegible]

[illegible] یہ بھی افسوس آتا ہے۔ کہ جو مس [illegible]

جسم کی تمام [illegible] رکھتے ہیں۔ ہم اس جگہ اس بحث کو چھیڑنا نہیں چاہتے کہ خدا کا قانون کیا ہے؟ اور اس سے کیا مراد ہے کیونکہ اس طویل بحث کو شروع کرنے کے نفس مضمون سے ہمیں بہت دور جانا پڑے گا۔

البتہ اس جگہ لکھنا ضروری ہے۔ کہ کیا وہ قانون خدا جس کی طرف راقم مضمون نے اشارہ کیا ہے۔ کسی ایک متنفس کے خواہ وہ بے گناہ اور معصوم ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے آپ کو مار ڈالنے سے تمام دنیا کے یا کم از کم اپنے ملک کے یا اگر وہ خود گنہگار ثابت ہو۔ تو اس کے اپنے ہی گناہوں کا عوضہ ہو سکتا ہے؟ ہم اس بات کو ماننے کے لئے بالکل طیار ہیں۔ کہ انسان طبعی اور اخلاقی قانونوں کے ماتحت ہے۔ اور ان کی حدود بدیہیات اور محسوسات سے پار نہیں گذرتی۔ اگرچہ یہ بات ماننے کے لئے ہم طیار نہیں کہ خدا اپنے قانون کو بدلنے پر قادر نہیں۔ جیسا کہ راقم مضمون نے بیان کیا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ وہ ہر ایک طرح کی قدرت رکھتا ہے۔ اور اس کی عادت قدرت لاتبدیل لکلمات اللہ سے ظاہر ہو رہی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ قانون الٰہی کے کون سے پہلو کو مسیح کے [illegible] پر گرے کلارک نے چسپان کیا ہے؟ کیونکہ خدا کا قانون (لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ سے عیاں ہے) کسی کے بدلے دوسرے کی جان لینے کا تقاضا نہیں کرتا۔ ہر ایک رنج اور دکھ اور ہم اور غم اور خوشی اور فرحت اور جھوٹ اور نقصان [illegible] اور لمس وغیرہ جو کسی خاص متنفس کو پہنچتے ہیں ان کی اوس [illegible] میں ہے جو اس کے حواس اور قوا اور جسم اور روح پر وارد ہے دوسرا خواہ کوئی کیسا ہی وفادار قریبی اور فدائی کیوں نہ ہو حصہ نہیں پا سکتا۔ کبھی ایسا نہیں دیکھا گیا۔ کہ اگر بازار میں چلتے گرے کلارک کے سر پر پتھر لگ کر کوئی سخت زخم آ جاوے اس سے خون جاری ہو جاوے۔ تو وہ زخم اس کے کسی [illegible] یا خواہ دوست یا والدہ والد یا بھائی یا بیوی کے اس حصہ جسم پر بھی ہو گیا ہو۔ اور اسی جگہ سے خون ہی جاری ہونے لگ گیا ہو۔ اور وہیں درد بھی محسوس ہونے لگ گیا ہو۔ وہی گورنمنٹیں جو گرے کلارک کی ہم مذہب کا اس کو فخر بخشتی ہیں۔ ہر ایک جرم کی سزا کے لئے تشخیص اصل مجرم میں سخت احتیاط سے کام لیتی ہیں بلکہ اگر کوئی ایسا شخص کسی جرم کا اقبال کرے۔ جس کا مرتکب عدالت کی تحقیقات میں وہ ثابت نہیں ہوتا۔ تو اس کو مواخذہ نہیں کیا جاتا۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ مہذب حکومتوں کے قوانین ہمیشہ صحیفہ فطرت کی منشا کے موافق وضع کئے جاتے ہیں۔ اگر یہ جائز ہوتا کہ گرے کلارک کی زناکاری۔ جھوٹ وغیرہ کی سزا کسی اور کو دی جائے۔ تو پھر تو سلسلہ حقوق اور ضرورت عدالت و حکومت و احتیاج نظم و نسق و تمدن عالم نہ رہتی خدا تعالیٰ نے کی خاص خاص اشخاص اور اقوام کو بڑی بڑی حکومتیں دے کر دنیا کے بڑے بڑے حصص ان کے

ماتحت کر دیئے ہیں یہی حکمت ہے۔ تا کوئی بے گناہ کسی گناہ کے بدلے میں سزا نہ پا جائے۔ اور کوئی ظالم کسی معصوم کا حق نہ چھین لے۔ پھر بقول گرے کلارک۔ خدا کو یہی منظور ہے۔ کہ انسان خوش رہے۔ تو یہ مسلم امر ہے۔ کہ خوشی اور امن انصاف سے ترقی کرتی ہے۔ جہاں یہ اندھیر گردی ہو کہ کسی زبردست شریر کے جرم میں کوئی بے دوش مسکین پکڑا جاتا ہے اور سزا دیا جاتا ہے۔ تو وہاں کیا خوشی رہ سکتی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں یہ لوگ بیٹھ کر عیش اڑائیں اور بیچارے بے دیار و بے سر و سامان [illegible] کو ان کے عوض میں پکڑ کر سولی دیا جاوے۔ یہ لوگ ذرا آنکھیں کھول لیتے۔ اور اس بیچارے [illegible] گت بنانے سے باز آتے۔

ایک اور عجیب بات جو راقم مضمون نے [illegible] کہ خوشی بغیر قدردانی نہیں ہوتی۔ اور قدردانی بغیر [illegible] نہیں ہو سکتی۔ اور لوگوں کے گناہوں سے نجات کی کی قیمت میں مسیح کی جان بھی دی۔

راقم مضمون نے یہ ایک عجیب بات پیش کی۔ خداوند یسوع مسیح نے اپنے خیالات اور تعلیم ہی سے [illegible] گناہوں سے نجات کے لئے معاوضہ کی ضرورت [illegible] مفتوں کو [illegible] کرتا ہے۔ مسیح تو تعلیم کرتا ہے مانگو۔ کہ اے خداوند تو جو آسمان پر ہے [illegible] جس طرح ہم اپنے گنہگاروں کو بخشتے [illegible] تمام عیسائیوں کا ہر روز ورد ہے۔ اس کو [illegible] ہے کہ مسیح نے اپنی قوم کے آئندہ گنہگار [illegible] دعا سکھا کر ان کو ملزم کر دیا۔ اس دعا میں نہ [illegible] اپنے گنہگاروں کی بخشش کی مثل ظاہر کیا۔ [illegible] مشبہ بہ اور لازم و ملزوم کے طور پر ہیں۔ اور یہ [illegible] ہے۔ کہ عیسائی صاحبان جن کے گناہ اور [illegible] وہ اس معافی کی قیمت اور کفارہ نہیں لیتے [illegible] تعلیم اور منشا [illegible] ایسی ہے۔ اور [illegible] ہوا ہے۔ تو پھر خدا کو ایسا بخیل اور [illegible] دیکھیں معافی تو ویسی ہی کر [illegible] یا وہ ضرور لے۔

اس بات کا [illegible]

دعا سکھائی۔ جیسے [illegible]

ہے۔ کیونکہ اگر [illegible]

جیسا کہ ان [illegible]

ہوتی [illegible]

گناہ [illegible]

معاوضہ [illegible]

کفارہ [illegible]

ہوا نہ [illegible]

# عام اخبار

جنرل غلام حسین سپہ سالار افواج اشمار ۔ بیمار تہا ۔ جلال آباد مین فوت ہوگیا ہے ۔

صاحب امیر کابل دورہ کونار سے واپس آئے ۔ جلال آباد سے واپسی کی ہنوز خبر نہین ہے ۔

پنجاب مین گورہ فوج کی جفاکشی مین اول نے ۔ ۷۰ میل فاصلہ ۱۹ گہنٹہ ۵۴ منٹ مین طے کیا ۔

راجپوتانہ کے خیراتی کامون پر قحط زدہ بقدر چہ ہزار بڑھ گئے ۔ ایک لاکہہ ۷ ہزار نوسو ہین ۔

الور مین بہی تین خیراتی کام جاری کئے گئے ۔ وسط ہند مین بھی تعداد قحط زدگان بہت ہے ۔

رہتک مین چارون کامون پر ۵۰۰۸ قحط زدہ مصروف ہین ہفتہ سابق مین ۷۶۱۴ تھے ۔

لارڈ کرزن صاحب ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ کے آنریری ممبر مقرر کئے گئے ہین ۔

حضور پرنس آف ویلز نے کوہ مسوری پر متصل گرجہ کے ایک پیڑ بطور یادگار لگایا ہے ۔

سوڈان مین کریمہ ابوحامد ریلوے جاری کی گئی ۔ صوبہ ڈنگولہ بحیرہ قلزم پر کشادہ ہوگا ۔

مراکو کانفرنس مین پولیس کے سوال پر آسٹریا کے ڈیلی گیٹ نے ایک تجویز پیش کی ۔ ناگوار ہے ۔

مطلب یہ کہ مراکو مین سپین و فرانس کی پولیس رہے ۔ لیکن ایک ڈچ انسپکٹر جنرل کے ماتحت رکہی جاوے ۔

جرمن ڈیلی گیٹ نے اس کی تائید کی اور کہا کہ چین و مقدونیہ مین بہی ایسا ہی انتظام خاطر خواہ ہے ۔

ڈچ کا انسپکٹر جنرل پولیس مقرر کرنا فرانس کو نامنظور ہے ۔ اس کا فیصلہ اب قریب نظر آرہا ہے ۔

گورنمنٹ ایران پر واضح کیا گیا ہے ۔ کہ یہ وہ معاملہ ہی ۔ جس کا اپیل برٹش فارن آفس ہی سن سکتا ہے ۔

یہ معاملہ ایسا نہین ہی کہ ہیگ کی پنچایتی کانفرنس مین پیش کرین ۔ امید کہ زیادہ طوالت نہ ہوگی ۔

برٹش شاہزادی اینہ کتہاک مذہب اختیار کر کے ہمراہ اپنی والدہ کے سین سباشین سے واپس وطن ہوئین ۔

اب شاہ سپین کے ساتھہ شادی کی تیاریان ہین ۔ اس کے بعد پرنسس اینہ کا نام ملکہ وکٹوریا قرار پایا ۔

## ترکی ٹوپی اجلاس ہائی کورٹ مین سیلون کی

ہائی کورٹ مین اس بات پر گرم بحث پیدا ہوئی ہے ۔ کہ وہان کسی مسلمان بیرسٹر کو ترکی ٹوپی پہنکر اجلاس مین حاضر ہونے اور پیروی مقدمہ کرنے کی اجازت نہین ہے ۔ ایک بیرسٹر محمد کریم عبدالقادر ترکی ٹوپی پہن کر اجلاس مین داخل ہوا ۔ تو ججان نے رد کر دیا ۔ مسلمان بیرسٹر نے عذر کیا ۔ کہ اسلام مین کسی مجلس مین ننگے سر رہنا خلاف شریعت ہے ۔ اور وہ ننگے سر عدالت مین نہین رہ سکتے اس مین سراسر خلاف مذہب خیال کرتے ہین ۔ انہون نے عذر کیا کہ ہندوستان کے ہائی کورٹون مین اس کی بندش نہین ہی ۔ تب یہان کیون ننگے سر پر مجبور کیا جاتا ہے ۔ ججان سیلون نے مشورہ کر کے قرار دیا ۔ کہ ہندوستان کے ہائی کورٹون مین اس کی بابت ایک دستور نہین ہے ۔ کہین اجازت ہے اور کہین اس کی اجازت نہین ہے ۔ مسٹر عبدالقادر نے اس کی بابت بمبئی ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس طیب جی سے دریافت کیا ۔ انہون نے صاف تحریر فرمایا ہے ۔ کہ بمبئی ہائیکورٹ مین تمام مسلمان ایڈوکیٹ ترکی ٹوپی پہنتے ہین ۔ ایسے ہی ہندو ایڈوکیٹ اور پارسی ایڈوکیٹ بہی سر پر دیسی لباس رکہتے ہین ۔ وہ ہر چند دیگر لباس مین فرنگی طرز اختیار کرتے ہین ۔ لیکن ننگے سر نہین رہتے ۔ اور اس پر کبہی اعتراض نہین کیا گیا ہے ۔ مسٹر جسٹس طیب جی خود اپنی بابت بہی لکہتے ہین ۔ کہ جب وہ ہائی مین ایڈوکیٹ تھے ۔ برابر پگڑی اور بوٹ پہنکر عدالت ہائی کورٹ مین چارہ جوئی کرتے تھے ۔ اور عدالت کی طرف سے کبہی اس طرف توجہ نہین کی گئی ۔ کسی جج ہائی کورٹ کو اس کا نقص نہین سوجہا ۔ اور کبہی اعتراض نہین کیا گیا ہے مسٹر جسٹس طیب جی نے ان مسلمان بیرسٹرون کے نام بہی دیدیئے ۔ جو ٹوپی یا پگڑی اور نیز بوٹ پہنکر عدالت ہائی کورٹ مین پیروی مقدمات کرتے ہین ۔ ایسی صورت مین وہ حیران ہین ۔ کہ سیلون کے ججان کو اعتراض کی کیسے سوجہی ہے برخلاف اس کے معلوم کیا گیا ہے ۔ کہ ہائی کورٹ کلکتہ مین اس کی ممانعت نہین ہے ۔ یہان پر تمام ایڈوکیٹون اور بیرسٹرون کو برہنہ سر آنا اور پیروی مقدمات کرنا پڑتا ہے ۔ سیلون مین اس کی بابت بڑا ایجی ٹیشن پہیل رہا ہے ۔ اور وہان تمام آبادی کے لوگ مسٹر عبدالقادر کی حمایت مین ہین ۔ وہ چاہتے ہین کہ مسلمانون کو ننگے سر چارہ جوئی کرنے کی ابتری سے محفوظ رکہین ۔ اور اس کی بابت ولایت مین بہی فریاد کی جاویگی ۔ بشرطیکہ یہان کی مزید شنوائی مین پہلو تہی کی جاویگی ۔

انبالہ سے افسوسناک خبر آئی کہ ایام محرم مین تعزیہ کے لیجانے کی بابت ایک ہنگامہ تک نوبت آئی ۔ مسلح پولیس کی کمک نے بر وقت پہنچکر اس کو دبا دیا ۔ حتی کہ جنگی فوج کے منگوانے کی ضرورت پیش آئی ۔ لیکن اس کے پہنچنے تک فساد فرو ہو چکا تہا ۔ سنی لوگون نے ایک تعزیہ بنایا تہا اور وہ اس کو اس رستے سے خواہ مخواہ لے جانا چاہتے تھے ۔ کہ جہان سراسر ہندون کی ہی دوکانین دو طرفہ پائی جاتی ہین ۔ حالانکہ جو رستہ تعزیون کے گذر کے لئے سرکاری طور پر قرار دیا گیا تہا ۔ اس مین وہ بازار شامل نہین تہا ۔ مسلمان لوگ زور دیتے تھے ۔ کہ ضرور اسی طرف سے تعزیہ گذارین گے ۔ حالانکہ سرکاری لیسنس (اجازت نامہ) مین وہ بازار شامل نہ تہا ۔ لیکن اس کی کچہہ پرواہ نہ کرتے تھے تعزیہ کے ساتہہ خلقت کا ہجوم بے شمار تہا ۔ اور ہر چند پولیس نے باز رکہنے مین تمام زور صرف کر دیا ۔ لیکن وہ لوگ ایک نہین مانتے تھے ۔ اور اپنے ارادے پر ڈٹ رہے تھے ۔ کہ ضرور ادہر ہی سے تعزیہ لیجائین گے ۔ تعزیہ کے ہمراہ انبوہ خلائق بڑہتا جاتا تہا اور (بقول انگریزی اخبار) وہ چاہتا تہا ۔ کہ پولیس پر طاقت کا وار کرے ۔ لیکن اس مین ناکام رہے پچہلے سال بہی یہان پر ایک فساد برپا ہوا تہا ۔ اسی خیال سے بنظر احتیاط ایک دستہ مسلح پولیس کا بہی ڈیوٹی پر تعینات کیا گیا تہا ۔ اس مسلح پولیس کو دیکہکر خلقت اور بہی پر جوش ہوگئی ۔ اور اپنے جوش کو ضبط نہ کر سکی وہ لاٹہیان لے کر مسلح پولیس پر ٹوٹ پڑے اور جن کے پاس لاٹہیان نہ تہین ۔ وہ اینٹ پتہرون سے وار کرتے تھے مسلح پولیس نے اس نازک وقت بر قابل تعریف طاقت برداشت کا ثبوت دیکر غلبہ پایا ۔ یعنے بلوائیون کو بڑہنے نہ دیا ۔ علاوہ اس موقعہ پر مسٹر پیل صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس بہی ایک اور دستہ مسلح پولیس کی فوج کا لے کر موقعہ پر پہنچے ۔ اور تب بلوہ ہاتہون ہاتہہ فرو ہوگیا ۔ جنگی فوج بہی منگوائی تہی ۔ لیکن جیسا کہ لکہہ چکے ہین ۔ اس کے آنے پر بلوہ فرو ہوگیا تہا ۔ تمام افسران ضلع و دیگر عہدیداران نے تعزیون کا جلوس شہر کے صدر بازار سے گذرتا ہوا دیکہا ۔ اب بالکل امن امان ہے ۔ اور بلوہ مذکور کی پاداش مین ۱۹ آدمی پکڑے گئے ہین ۔

## ایک شہادت

مکرم بندہ ! اگرچہ مین ایک عیسائی مت کا سٹوڈنٹ ہون لیکن تاہم مین انصاف کی رو سے آپ کو آپکے سکول تعلیم الاسلام کی نسبت مبارکباد دیتا ہون اگر اس مین ایسے ہی سٹوڈنٹ ہین جیسا کہ مین نے میان معید احمد صاحب کو پایا ۔ مین نے بہت سے سٹوڈنٹ دیکہے ہین اور بہت سارون سے مذہبی معاملات کی نسبت میری بحث ہوئی ہی ۔ لیکن جیسی کہ طبع رسا اور منہ پہیر دینے والی تقریر ان کی ہی کبہی نہین دیکہی

عاجز کیلف سٹوڈنٹ سیالکوٹ چہاونی

**اطلاع** ۔ اخبار بدر کی روانگی کیواسطے جمعہ کا دن مقرر کیا گیا تہا لیکن تجربہ سے معلوم ہوا ۔ کہ جمعہ کے دن کارکنان مطبع کو اخبار کی روانگی مین مشغول رہنے کی سبب نماز جمعہ کی طیاری مین دقت ہوتی ہی اس واسطے آئندہ اخبار بجائے جمعہ کے جمعرات کو نکلا کریگا ۔ اور ہفتہ آئندہ کا اخبار معمول سے ایکدن پہلے آپ کو پہنچیگا اور آئندہ انشاء اللہ ہر جمعرات کو اخبار نکلا کریگا